امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 10 جون 2021ء بمطابق ذی قعدہ 1442ھ ق شمارہ 4

حالیہ بڑے فتوحات

اور نام نہاد مبصرین کے بے جا خدشات

ہمیں مقابل فریق پر اعتماد نہیں

اس لیے اس وقت جنگ بندی قبل از وقت ہے۔

جناب ذبیح اللہ مجاہد کی ماہنامہ شریعت سے گفتگو

ایک خود مختار، مستحکم اور ترقی یافتہ افغانستان کا قیام کیسے ممکن ہو گا؟

ملا عبد الغنی برادر کا کھلا خط

- امریکی انخلا اور شرپسندوں کی جنگی تیاریاں
- افغان عوام پر بدترین وحشت اور عالمی برادری کی دردناک خاموشی

لوگوں کو انصاف ان کی دہلیز پر فراہم کریں۔

دعوت و ارشاد کمیشن کے سربراہ مولوی امیر خان متقی کی مجاہدین اور کمیشن ذمہ داران کو ہدایات

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عَن عائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ((مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنَ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، ما لم يكن إثمًا، فإن كان إثمًا كان أبعد النَّاس منه، وما انتقم رسول الله صلى الله عليه وسلم لنفسه، إلا أن تُنتَهك حُرْمَة الله فينتقم لله بها

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل کے متعلق ارشاد فرماتی ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی دو امور میں اختیار نہیں دیا گیا مگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو۔ اگر گناہ ہو تو اس سے تمام انسانوں سے زیادہ دور ہوتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا مگر جبکہ اللہ کی حرمت مجروح ہو تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے لیے انتقام لیتے۔"

(بخاری و مسلم)

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد10/جون 2021ء/ذی قعدہ 1442ھ/ شمارہ 4

مدیر اعلیٰ ولید افغان

نائب مدیر شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ 50 روپے

سالانہ 500 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکا، آسٹریلیا، افریقا، یورپی ممالک: 40ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات: 30ڈالر

بنگلہ دیش: 28ڈالر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

'ماہنامہ شریعت' امارتِ اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ یہ امارت اسلامیہ کے رسمی "میڈیا و ثقافتی کمیشن" کی جانب سے شایع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری اسلام و کفر کی کشمکش، سیاسی و جہادی واقعات و حالات اور ستم رسیدہ مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے انسانیت سوز مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس دروں

✓ حالیہ بڑے فتوحات اور نام نہاد مبصرین کے بے جا خدشات 2
✓ ایک خود مختار، مستحکم اور ترقی یافتہ افغانستان کا قیام کیسے ممکن ہوگا؟ 3
✓ جناب ذبیح اللہ مجاہد سے گفتگو 5
✓ لوگوں کو انصاف ان کی دہلیز پر فراہم کریں۔ 10
✓ امریکی انخلا اور شر پسندوں کی جنگی تیاریاں 12
✓ افغان عوام پر بدترین وحشت اور عالمی برادری کی دردناک خاموشی 14
✓ شہید امیر المومنین ملا اختر محمد منصور کا تاریخی کردار 16
✓ امیر المومنین ملا اختر محمد منصور شہید ایک تاریخ ساز رہبر 17
✓ امیر المومنین رحمہ اللہ کے کچے مکان تک سفر کی روداد 18
✓ امیر المومنین ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ عزم، استقامت، توکل اور خلوص کا پیکر 21
✓ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد اور سیاسی قیدیوں کا مسئلہ 22
✓ افغانستان کی اسٹریٹجک اہمیت اور نئے اسلامی نظام کی ذمہ داری 24
✓ ملا سراج الدین آخوند شہید کی حیات اور خدمات پر ایک نظر 25
✓ جنگی جرائم پر امارت اسلامیہ کا اعلامیہ اور تفصیلی رپورٹ 27
✓ امریکا بیس سالہ جنگ سے سبق سیکھے 31
✓ ملا اختر منصور شہید تقبلہ اللہ کی کامیابی کی بنیادی وجہ 32
✓ عالم اسلام اسرائیل کو چیلنج کر سکتا ہے مگر! 33
✓ قطر: سیاسی دفتر میں امارت اسلامیہ کی ملاقاتیں اور سیاسی سرگرمیاں 34
✓ ہفتہ وار پریس بریفنگ 35
✓ افغانستان مئی 2021 میں 38
✓ جنگی جرائم (مئی 2021) 40

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazin
Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine
Web: www.alemarahurdu.org
E-mail: shariatmagazine@yahoo.com
WhatsApp: 0093708638285

اداریہ!

حالیہ بڑے فتوحات اور نام نہاد مبصرین کے بے جا خدشات

محترم قارئین اور پوری دنیا کے علم میں ہے کہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے گزشتہ بہت کم عرصہ میں سو سے زیادہ اضلاع اور بڑے بڑے علاقے دشمن کے ناپاک وجود سے پاک کر لیے ہیں، ہزاروں بیسیز اور چھوٹے بڑے عسکری مراکز پر قبضہ کر لیا ہے، روزانہ کی بنیاد پر ملک طول و عرض میں کابل ادارے کے اہلکار سیکڑوں یا ہزاروں کی تعداد میں اسلحہ زمین پر رکھ کر جوق در جوق مجاہدین کے سامنے سر تسلیم خم کر رہے ہیں۔ یا طالبان کی جانب سے حملوں کے کی ڈر سے اپنے مراکز چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور طالبان جا کر ان پر قبضہ کر لیتے ہیں۔

طالبان کی کامیاب حالیہ پیش قدمی کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بجا ہوگا کہ مستقبل قریب میں یہ تعداد مزید بڑھ جائے گی اور یہ کٹھ پتلی ادارہ بہت جلد اس فوج سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

افغانستان سے امریکی فوجی انخلا کے بعد کیا وہاں پائیدار امن ممکن ہوگا؟ یہ وہ سوال ہے جس کے ارد گرد آج کے کچھ "دانشوروں" کی سوئی اٹکی ہوئی ہے، وہ اس غم میں مرے جا رہے ہیں کہ امریکی انخلا کے بعد افغانستان کا کیا بنے گا؟ انخلا کے اعلان کے بعد ان کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ امریکہ افغانستان سے انخلا نہ کرے ورنہ حالات خراب ہو کر تمام کے تمام نتائج سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ مگر جب امریکی شکست اور انخلا نوشتہ دیوار بن گیا تو اب کہتے ہیں کہ امریکی انخلا کے بعد افغانستان میں نوے کی دہائی کی طرح تشدد پھوٹ پڑے گا اور خانہ جنگی شروع ہو جائے گی کیونکہ وہاں طالبان کے علاوہ بھی دوسرے طاقتور گروپ ہیں۔ جب آپ جیسے مادہ پرست اور شکم پرور دل کے بجائے شکم کو آگے رکھ کر سوچیں گے تو پھر نتائج ایسے ہی "تجزیوں" کی صورت میں نکلیں گے۔

ذرا دو دہائیاں قبل نائن الیون کے ایک ماہ بعد اکتوبر 2001 کو ذہن میں لائے جب امریکا نے مسلسل ایک مہینہ بڑے فضائی حملے کر کے طالبان حکومت کو ختم کرنے اور ایک لاکھ سے زائد فوج کو اتارنے کے بعد فتح کے شادیانے بجائے اور یہ باور کرایا گیا کہ طالبان اب قصہ پارینہ بن گئے۔

مگر طالبان نے کچھ وقت کے بعد اپنی قوت مجتمع کر کے مزاحمت کا آغاز کیا؛ قریب دو سال میں یہ مزاحمت ملک کے زیادہ تر حصوں میں پھیل گئی، پھر آنے والا دن غاصب قوتوں کی پریشانیوں میں اضافہ کرتا چلا گیا اور پھر دو دہائیوں کے طویل جنگ میں عظیم مالی اور جانی نقصانات اٹھانے کے بعد اس بے سود جنگ سے جان چھڑانے کے لیے قابضین نے ہزاروں پاپڑ بیلے اور وہ امریکا جسے اپنا سپر پاور ہونے کا غرور تھا اسے محفوظ راستہ طالبان کو فاتح ماننے کے بعد ہی ملا۔

جب دنیا کی سب سے بڑی مادی طاقت امریکا کی سربراہی میں انسانی تاریخ کے سب سے بڑا اتحاد شکست کھانے اور ماننے پر مجبور ہوا تو افغانستان میں اور کونسی طاقت ہوگی جو طالبان کے مقابلے میں ٹھہر سکی؟ دنیا والوں کو ماننا ہوگا کہ اب کوئی گروہ یا اتحاد اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ طالبان کے مقابلے میں کوئی مسلح قوت کھڑی کر سکے۔

آج کا افغانستان نوے کی دہائی والا افغانستان نہیں ہے؛ قابض قوتوں کے مقابلے میں فاتح طاقت ایک ہی ہے؛ امیر ایک ہے؛ سوچ اور فکر ایک ہے اور ہدف بھی ایک ہے۔ تحریک طالبان افغانستان تو نوے کی دہائی میں خانہ جنگی، بدامنی، ظلم اور تشدد کے خلاف اٹھنے والی تحریک ہے؛ اس تحریک والو نے جانوں کی بڑی قربانی دیکر وطن عزیز میں وہ امن وامان قائم کیا جس کا مثال ملنا مشکل ہے۔

پھر اسی تحریک کے طالبان نے گزشتہ بیس سال سے وطن عزیز پر قابض قوتوں اور غلام گروہوں کی جانب سے مسلط کردہ وحشت اور دہشت سے قوم کو نجات دلانے کے لئے عظیم قربانی دیکر ایک بار پھر مثال قائم کیا۔ امارت اسلامیہ کو دینی اقدار، شرعی مقاصد اور ملک وملت کے عالی اہداف ہر چیز سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ امریکی انخلا اور مجاہدین کی حالیہ بڑی کامیابیوں کے بعد قوم کو قوی امید ہے کہ افغانستان میں جنگ کا خاتمہ ہو کر 40 سالہ بحران کا خاتمہ ہو جائے گا، اور افغانوں کی خواہش کے عین مطابق ایک صاف ستھرہ اور سچا اسلامی نظام دوبارہ نافذ ہو جائے گا۔ ہم یہ بات تمام دنیا کے سامنے واضح کرنا چاہتے ہیں کہ امریکی انخلا اور پرامن اسلامی حاکمیت کسی کے لئے بھی خطرے کی گھنٹیاں نہیں بجا رہی ہے بلکہ سب کے لئے مثبت پیغام لا رہی ہے۔

ہاں! امریکہ کی یہ کوشش ہے کہ لالچ اور دباو استعمال کر کے خطے کے ممالک کو یہ باور کرایا جائے کہ یہاں امن وامان کی خاطر امریکہ کا وجود ضروری ہے۔ امریکہ چاہتا ہے افغانستان سے اپنی فوج کے انخلا کے بعد خطے کے کسی قریب تر ملک میں بیٹھ کر اس علاقے میں اپنی اجارہ داری قائم رکھے اور اپنے ہتھیار استعمال کرے۔

طالبان صاف لفظوں میں یہ واضح کر چکے ہیں کہ کوئی ہمسایہ ملک امریکہ کو فضائی اڈے فراہم نہ کرے اور ایسا کیا گیا تو وہ خاموش نہیں بیٹھیں گے۔

اب یہ ہمسایہ اور خطے کے دیگر ممالک کی مرضی ہے کہ وہ خطے کے مفادات سامنے رکھتے ہوئے امریکہ کو دوٹوک الفاظ میں صاف انکار کر کے عزت کا راستہ اختیار کرتے ہیں یا پھر لالچ اور دباو میں آکر امریکہ کا مطالبہ مانتے ہوئے ذلت ورسوائی سے بھرپور راستہ؟

ایک خود مختار، مستحکم اور ترقی یافتہ افغانستان کا قیام کیسے ممکن ہوگا؟

***** قطر دفتر کے سربراہ اور امارت اسلامیہ کے سیاسی نائب ملا عبدالغنی برادر کا کھلا خط *****

افغان مصیبت زدہ قوم گذشتہ چار دہائیوں سے ایک خود مختار، مستحکم اور پر امن افغانستان کے قیام کی خاطر بدامنی اور جنگ کے شعلوں میں جل رہی ہے، امارت اسلامیہ افغانستان موجودہ المیہ اور اس کے تمام اسباب کا خاتمہ چاہتی ہے، تاکہ افغان عوام اپنے آزاد ملک میں متحد ہو کر اسلامی نظام کے پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ اسی مقصد تک پہنچنے کی خاطر ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ساتھ 29 فروری 2020ء کو ایک معاہدہ طے ہوا۔

امارت اسلامیہ افغانستان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان دوحہ معاہدے نے فریقین کے مابین بہترین تعلق کے لیے راہ ہموار کردی، جس کے نتیجے میں امارت اسلامیہ افغانستان کے پانچ ہزار قیدی اور کابل انتظامیہ کے ایک ہزار قیدی رہا، بین الافغان مذاکرت شروع اور بیرونی فوجوں کی اکثریت ملک سے نکل چکی ہے اور بقیہ انخلا کی حالت میں ہیں۔

اگرچہ معاہدے پر عمل درآمد کے دوران کچھ مسائل موجود تھے اور اب بھی ہیں، مگر افغانستان میں امن کے قیام کے لیے یہ معاہدہ واحد موقع ہے، بقیہ قیدیوں کی رہائی، بلیک لسٹ اور سروں کی قیمت کے اعلانات کے خاتمے سمیت اس کے بقیہ حصے پر عمل درآمد سے افغانستان کے المیہ کو ختم کرنے کی راہ ہموار ہو گی۔

چونکہ اب افغانستان سے تمام غیر ملکی فوجیں انخلا کی حالت میں ہیں، بیرونی جارحیت سے آزادی کے بعد یہاں ایسے نظام کے قیام کے لیے کام ہونا چاہیے، جس میں افغان قوم سکون اور خوشحالی سے لطف اندوز ہو سکے اور یہ اس وقت ممکن ہے، جب نیا نظام افغان قوم کے مطالبات اور امنگوں کے مطابق قائم ہو جائے۔

حقیقی اسلامی نظام افغانوں کے تمام مسائل کے حل کا سب سے بہترین وسیلہ اور ان کا واحد مطالبہ ہے، جس پر قوم کے تمام طبقات متحد ہیں اور اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔ ایک طاقتور اسلامی نظام، جو بیرونی جارحیت اور دخل اندازی سے افغانستان کا دفاع کر سکے اور دنیا کو بھی پر امن افغانستان ہونے کا اطمینان دلا سکے۔

افغانستان میں اسلامی نظام کا استحکام افغانوں کے اندر قربانی، معافی اور ایک دوسرے کو تسلیم کرنے پر منحصر ہے، اس لیے کہ تفرقہ، جنگ اور مقابلے کی صورت میں مثبت پیش رفت ناممکن ہے۔

ایک مستحکم اسلامی نظام کا قیام جتنا افغانوں کے لیے ضروری ہے، اتنا ہی دنیا کو بھی اس کی ضرورت ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ سمیت پوری دنیا کے لیے ایک بے اختیار اور بدعنوان نظام کی بنسبت طاقتور، متحد اور کرپشن سے پاک افغانستان زیادہ بہتر ہے۔

ہم غیر ملکی افواج کے انخلا کے بعد قائم ہونے والے نظام کی نوعیت کے متعلق افغانوں اور عالمی برادری کے پاس موجود سوالات کو سمجھتے ہیں۔ ان سوالات کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا تعلق بین الافغان مذاکرات سے ہے۔ ہمیں قبل از وقت تصوراتی اندازوں سے مذاکرات کے موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

بین الافغان مذاکرات میں ہماری شرکت اور اس کی حمایت اس بات کی علامت ہے کہ ہم افہام و تفہیم کے ذریعے مسائل کے حل پر یقین رکھتے ہیں۔

بین الاقوامی برادری سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ افغانوں کو اپنے ملک اور قوم کی قسمت کا فیصلہ خود کرنے دیا جائے، کیونکہ افغانوں کو ان حکومتوں سے بہت بری اور تلخ یادیں وابستہ ہیں، جو بیرون سے ان پر مسلط کی گئی تھیں۔

ہم ان کوششوں کی ستائش کرتے ہیں اور خوش آمدید کہتے ہیں، جو حقیقی طور پر ملک کے مسائل، بدامنی اور بد نظمی کو ختم کرنے میں ہماری مدد کریں، اور جو بھی اس راہ میں امداد اور تعاون کر سکتا ہے، انہیں افغان معاشرے کے زمینی حقائق کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

ہم دوسری جماعتوں کے ساتھ باہمی احترام کے ماحول میں آگے بڑھنے اور ایک ایسے نئے سیاسی نظام پر اتفاق کرنے کے لیے پر عزم ہیں، جس میں تمام افغانوں کی آواز سنی جاتی ہو۔

آئندہ افغانستان میں ہم اسلام کے مقدس دین کی بنیادوں اور افغان معاشرے کی ترجیحی روایات کی روشنی میں اپنے ملک کے تمام مرد اور خواتین شہریوں کے تمام حقوق مثلاً آزادی اظہار رائے، تعلیم و تربیت، روزگار وغیرہ کی فراہمی کا اپنے آپ کو پابند سمجھتے ہیں۔ چونکہ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی اور افغانی معاشرہ ہے، تو خواتین کی تعلیم اور روزگار کے لیے مناسب ماحول اور سہولیات فراہم کی جائیں گی، تاکہ وہ اپنے معاملات اطمینان سے آگے بڑھا سکیں۔

امارت اسلامیہ پر عزم ہے کہ ہم وطنوں کو اپنے ملک اور قوم کی خدمت کے لیے مناسب مواقع مہیا کرے، سب کو ملک کی تعمیر نو اور قوم کی خدمت کے لیے متحد ہو جانا چاہیے، ہمارے ملک اور قوم کو قومی تاجروں، نوجوانوں اور ہنر مند ماہرین کی اشد ضرورت ہے۔ نوجوان دراصل ہر معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، ہم نوجوان طبقہ کو بتلاتے ہیں کہ تمہاری ذمہ داری اپنے ملک اور قوم کی خدمت ہے اور امارت اسلامیہ وعدہ کرتی ہے کہ تمہیں اس کے مواقع ضرور فراہم کرے گی۔ اپنے خاندان اور بچوں سے دور رزق کے حصول کی خاطر بیرون ملک جانے کی بہ جائے اپنے خاندان کے ساتھ رہ کر اپنے ملک اور قوم کی خدمت کر کے اپنے خاندان اور آئندہ نسل کے لیے قابل فخر اور راحت بخش زندگی کی ضمانت کے لیے خدمت کریں۔

آئندہ نظام میں اقلیتوں سمیت تمام شہریوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا، اس حوالے سے کسی کو کسی قسم کی تشویش نہیں ہونی چاہیے۔

افغانستان اپنے جغرافیائی محل وقوع کی وجہ سے بین الاقوامی برادری کا ایک اہم رکن ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ افغانستان کے بیرونی دنیا کے ساتھ مثبت اور نتیجہ خیز تعلقات ہوں۔ افغان عوام کو مستقبل میں افغانستان کی تعمیر نو کے لیے دنیا کے امداد کی ضرورت ہے اور ہم اس کا خیر مقدم کریں گے۔

بیرونی جارحیت کے مقابلے میں افغان عوام کا جہاد اور جدوجہد تمام دینی اور عصری قوانین کی رو سے افغان قوم کا مسلم اور ثابت شدہ حق تھا اور ہے۔

بین الاقوامی معاشرے کی ہم آہنگی اور اس کے تعاون سے امارت اسلامیہ متبادل معیشت مہیا کر کے منشیات کی روک تھام اور منشیات کے عادی افراد کے علاج کے حوالے سے ضروری اقدامات کرنا چاہتی ہے، بدقسمتی سے یہاں منشیات کے عادی افراد کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔

امارت اسلامیہ عالمی برادری کو یقین دہانی کرواتی ہے کہ افغانستان میں تعینات بیرونی ممالک کے سفارت کاروں اور فلاحی اداروں کے عملے کو امارت اسلامیہ کی جانب سے کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا، ہمارے ملک میں کافی عرصے سے فلاحی ادارے امارت اسلامیہ کے تعاون اور ہم آہنگی سے امور انجام دے رہے ہیں، اب بھی اپنے فلاحی کاموں کو جاری رکھیں، امارت اسلامیہ تعمیر نو کے کاموں کی انجام دہی کی خاطر انہیں محفوظ ماحول مہیا کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے۔

آخر میں ایک اہم نکتہ کی جانب اشارہ کرنا چاہتا ہوں، امارت اسلامیہ کسی کو بھی اجازت نہیں دے گی کہ افغان سرزمین کو کسی کی سلامتی کے خلاف استعمال کریں اور کسی کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دی جائیگی کہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرے۔ افغان عوام اپنے اسلامی اور قومی اقدار کی روشنی میں دنیا میں سربلند اور پر امن زندگی کے خواہاں ہیں۔

ملا عبدالغنی برادر

سیاسی نائب امارت اسلامیہ، سربراہ سیاسی دفتر قطر

۱۴۴۲/۱۱/۱۰ھ ق

20/6/2021

☼☼☼

ہمیں مقابل فریق پر اعتماد نہیں

اس لیے اس وقت جنگ بندی قبل از وقت ہے۔

کابل انتظامیہ سے مذاکرات ہمارا ان پر احسان ہے، ورنہ ایسے لوگوں کو تاریخ قومی غدار کا لقب دیتی ہے۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان جناب ذبیح اللہ مجاہد سے گفتگو

انٹرویو: اکرم تاشفین، سید عبدالرزاق

شریعت: امارتِ اسلامیہ سے بار بار جنگ بندی کا مطالبہ کیا جاتا ہے، امارتِ اسلامیہ جنگ بندی سے کیوں گریزاں ہے؟

ذبیح اللہ مجاہد: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ حامدا و مصلیا امابعد! سب سے پہلے تو میں آپ کا اور محترم قارئین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمیں وقت دیا اور ہماری بات قارئین تک پہنچانے کا موقع فراہم کیا۔ بلاشبہ جنگ بندی ہماری بلکہ پوری قوم کی مشترکہ اور دیرینہ آرزو ہے۔ ہم اس وقت کے شدت سے منتظر ہیں جب ملک میں پائیدار امن قائم ہو جائے، لیکن جو جنگ اور جہاد اس وقت جاری ہے وہ ایک وجہ کی بنیاد پر ہے اور وہ وجہ اب بھی بدستور قائم ہے۔ امارتِ اسلامیہ کی کوشش یہ ہے کہ ان تمام اسباب اور عوامل کا خاتمہ کیا جائے تب جا کر امن آسکتا ہے۔ افغان مسئلے کے دو پہلو ہیں ایک یہ کہ یہاں سے جارحیت ختم ہو جائے اور افغانستان سے غیر ملکی افواج کا مکمل انخلاء ہو جائے یہ افغانوں کی بہت بڑی آرزو ہے اور اسی کے لئے جدوجہد جاری ہے، دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب استعمار کا خاتمہ ہو گا تو افغان قوم نے جس مقصد کے لئے قربانیاں دی ہیں اور ہر طرح کی مصیبت اور مشکل سہنے کو تیار ہوئی ہے وہ اسلامی نظام کی حاکمیت ہے اور اسلامی نظام کی حاکمیت ہی ان کی سب سے بڑی آرزو ہے۔ جہاں تک پہلی جہت کی بات ہے تو غیر ملکی افواج کا انخلاء ہو رہا ہے جبکہ اسلامی نظام کے قیام کا مرحلہ ابھی دور ہے۔ کیونکہ ہمارا فریقِ مخالف کابل انتظامیہ اور اس کے ساتھ دیگر تنظیمیں ابھی تک اس پر آمادہ نہیں ہوئی ہیں کہ اسلامی نظام کو اپنے ہاں مستقل جگہ دے دیں اور اسلامی نظام کو اصول و ضوابط کے ساتھ تسلیم کر لیں، جس کی بنیاد پر ہم یہ امید رکھیں کہ اب مزید لڑنے کی ضرورت نہیں رہی۔ تو جب تک اسلامی نظام قائم نہ ہو جائے اس وقت تک افغانستان کی غیور ملت اور امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین کا یہ فریضہ ہے کہ وہ جہاد جاری رکھیں۔ بنیادی طور پر ہماری کوشش یہی ہے کہ مذاکرات کامیاب ہو جائیں اور تمام مسائل اسی سے حل ہو جائیں۔ لیکن اگر مذاکرات کامیاب نہیں ہوتے تو یہ جہاد اسی وقت تک جاری رہے گا جب تک ہمارے اہداف حاصل نہیں ہوتے۔ اسی طرح اگر ہمیں یہ یقین ہو جائے کہ مخالف فریق جنگ کے دباؤ کے بغیر راہِ راست پر آنے کو تیار ہے اور افغان عوام کے تمام مطالبات ماننے کو آمادہ ہے تب ہم جنگ کی سطح کم کرنے بلکہ جنگ بندی پر آمادہ ہو سکتے ہیں لیکن اس وقت ہم سمجھتے ہیں کہ جنگ بندی قبل از وقت ہے، ہمیں مخالف فریق پر وہ اعتماد نہیں ہے جس کی وجہ سے ہمیں ان پر قوم کے مطالبات ماننے کا یقین ہو۔

شریعت: عمومی طور پر ایک سوال یہ بھی کثرت سے ہوتا ہے کہ طالبان نے امریکا کے ساتھ مذاکرات کر کے معاہدے پر دستخط کر لیے ہیں اور اشرف غنی کی انتظامیہ سے ابھی تک برسرِ پیکار ہیں۔ جس کی تعبیر وہ یوں کرتے ہیں کہ امریکا کو تو معاف کرر کھا ہے اور اپنے افغان بھائیوں سے لڑ رہے ہیں؟

ذبیح اللہ مجاہد: یہ سوال بھی گزشتہ سوال وجواب سے تعلق رکھتا ہے، ہم کبھی یہ نہیں چاہتے کہ افغانوں سے لڑیں مگر افغانوں میں کچھ لوگ وہ ہیں جو گزشتہ بیس سال سے جارحیت پسندوں کے شانہ بشانہ رہے، ان کا حکم شریعت، عرف اور افغانی تہذیب وثقافت اور رسم ورواج کے مطابق یہ ہے کہ ان سے لڑنا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ بیرونی جارحیت پسندوں سے لڑنا، تو یہ افغان جو مجرم ہیں، انہوں نے اپنے افغان بھائیوں کو صرف اس لیے قتل کیا کہ بیرونی افواج کی حفاظت ہو سکے۔ یا انہیں بیرونی افواج سے اس وفاداری کے بدلے کچھ ڈالر ملیں، حتیٰ کہ اب بھی یہ کھل کر کہتے ہیں کہ ہم نیویارک اور واشنگٹن کے محافظ ہیں۔ ان جیسے لوگوں سے لڑنا جائز ہی نہیں ضروری ہے، ان جیسے لوگوں کو ہر قوم وملت اور ہر تہذیب میں قومی غدار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور قوم کو ان سے نجات دلانے کے لئے ان کا فیصلہ کر لیا جاتا ہے۔ یہ تو ہمارا احسان ہے کہ ہم نے ان غلاموں اور بیرونی آقاؤں کے وفادار ملی اور قومی غداروں کے ساتھ مذاکرات کی راہ اختیار کی اور انہیں اس کا اہل سمجھا ورنہ تو اصول کی رو سے ان سب کو یا تو قتل ہونا چاہیے تھا اور یا پھر جیلوں میں ہونا چاہیے تھا۔ اس لئے ان لوگوں کے قتل کو افغانوں کے قتل سے تعبیر کرنا صحیح نہیں ہے یہ ایک مجرم ٹولہ ہے جس کے بارے میں ہر قوم اور ملت کا فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا صفایا کر کے اس ٹولہ سے نجات حاصل کی جائے۔

شریعت: بین الافغان مذاکرات کو شروع ہوئے کافی عرصہ بیت چکا ہے مگر اب تک کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ بہت سارے لوگ اس کی ذمہ داری طالبان کے سر ڈالتے ہیں کہ وہ مذاکرات کے لئے سنجیدہ نہیں ہیں، آپ پیش رفت نہ ہونے کی کیا وجہ سمجھتے ہیں؟

ذبیح اللہ: یہ بات تو اب روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ بین الافغان مذاکرات میں رکاوٹ کون ڈال رہا ہے؟ حیلہ جوئی اور بہانہ سازی کس کی جانب سے کی جارہی ہے؟ کون ہے جو مخلصانہ طور پر مذاکرات کے لئے حاضر نہیں ہوتا؟ دوحا کے تاریخ ساز معاہدہ کے بعد افغان سیاسی جماعتوں کے ساتھ دس دنوں میں مذاکرات شروع ہونے تھے مگر اس سلسلہ کو چھ ماہ تک کس نے معلق کیے رکھا؟ اور ایک اور چیز کا میں یہاں تذکرہ کروں جس کا علم پوری دنیا کو بھی ہے کہ جب بین الافغان مذاکرات شروع ہو رہے تھے تو کابل انتظامیہ کے مقتدر ٹولہ نے اپنی ٹیم سے کہا تھا کہ محض وقت گذاری کی جائے، اور بے جا بحثوں میں وقت ضائع کیا جائے تاکہ امریکا میں اقتدار تبدیل ہو جائے اور ٹرمپ کی شکست کے نتیجہ میں امریکا کوئی اور ایسی پالیسی منتخب کرے جو ان کے مفاد میں ہو۔ اس طرح ان کی کوشش تھی کہ دوحا معاہدہ کسی طرح ٹوٹ جائے اور یہ کوشش ان کی اب بھی جاری ہے۔ اسی لئے وہ مخلصانہ طور پر مذاکرات میں حاضر نہیں ہوتے۔ اور اب جو استنبول کانفرنس یا دیگر کانفرنسز کی بات ہوتی ہے وہ بھی اسی مقصد کے لئے ہوتی ہے کہ اصل مقصد سے توجہ ہٹادی جائے۔ مگر امارتِ اسلامیہ آج بھی اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ جو کچھ دوحا معاہدہ میں طے ہو گیا ہے اس پر من وعن عمل درآمد کر دیا جائے۔ غیر ملکی افواج کا مکمل انخلاء ہو، بلیک لسٹ کا خاتمہ ہو، جتنے قیدی جیلوں میں ہیں انہیں رہا کیا جائے اور مذاکرات کو صادقانہ طور پر پیش رفت سے ہمکنار کرنے کے لئے فضاء ہموار کی جائے، امارتِ اسلامیہ اپنی طرف سے سنجیدہ بھی ہے اور کئے گئے وعدے پر قائم بھی ہے۔

شریعت: بعض دفعہ اس بات کا خدشہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اگر بیرونی افواج کے انخلاء کے بعد بھی جنگ رہی تو کچھ ہمسایہ ممالک افغانستان میں کچھ تنظیموں کی طالبان کے خلاف سرپرستی کریں گے، انہیں آلاتِ حرب مہیا کریں گے، اس طرح سے افغانستان ایک دفعہ پھر خانہ جنگی کا شکار ہو جائے گا اور افغانوں کا بے تحاشا خون بہے گا آپ اس کو کس حد تک خطرہ سمجھتے ہیں؟

ذبیح اللہ مجاہد: امارتِ اسلامیہ اپنی طرف سے ہرگز یہ نہیں چاہتی کہ خانہ جنگی ہو، بلکہ اس کی ہمہ تن کوشش یہ ہے کہ مذاکرات کے نتیجہ میں ایک پائیدار اور سدابہار امن قائم ہو جائے، لیکن آپ کو معلوم ہے کہ یک طرفہ طور پر امن کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک مخالف فریق ساتھ نہ دے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ ممالک شر انگیزی کے خواہاں ہیں مگر یہاں یہ بات اہم ہے کہ اصل چیز افغانوں کا فیصلہ اور عزم ہے۔ بیس سال مسلسل انہوں نے غیر ملکی افواج کی جارحیت کا مقابلہ کیا ہر طرح کی سختی برداشت کی اور ہر طرح کی قربانی دی۔ بیرونی افواج کے انخلاء کے بعد بھی اگر کوئی بزورِ شمشیر اور عسکری طریقہ سے

مداخلت کرنا چاہتا ہے تو امارتِ اسلامیہ اپنی عظیم قوم کی پشت پناہی میں اس مداخلت کا جواب دینے اور دفاع کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ افغانستان کی یہی تنظیمیں جن کی اب سرپرستی کا خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے جب ان کا ایک نام تھا اور ہر طرف سے ان کی حمایت کی جارہی تھی تب بھی امارتِ اسلامیہ نے ان کے فساد کی وجہ سے انہیں افغانستان کے پانچ فیصد علاقوں میں محصور کردیا تھا اور آج جبکہ یہ تنظیمی غلام بدنام بھی ہوچکے ہیں اور امریکا کے ساتھ بیس سالہ جارحیت میں شانہ بشانہ رہ کر بھی انہوں نے دیکھ لیا، اس لئے اب افغان عوام کا ان پر سے اعتماد اٹھ گیا ہے اور بیرونی حمایت بھی کسی بلند سطح پر نہیں ہوسکتی۔ لوگ احمق تو نہیں ہیں کہ ایک غلام اور شکست خوردہ فریق کی حمایت کرکے اپنے پیسے ضائع کریں اور ان سے یہ توقع وابستہ کریں کہ یہ لوگ ان کے مفاد میں کام آئیں گے۔ بہرکیف! امارتِ اسلامیہ کوئی نئی جنگ نہیں چاہتی، البتہ اگر کوئی مقابلہ اور مداخلت کی کوشش کرے گا تو امارتِ اسلامیہ اپنی قوم کی حمایت سے ان کا راستہ روکنے کے لئے تیار ہے۔ اپنی قوم کی معاونت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بل بوتے امارتِ اسلامیہ ہر طرح کے فساد کے خاتمہ اور اپنے بلند ترین ہدف یعنی اسلامی نظام کی حاکمیت کے لئے تیار ہے اور قوم کو ایک پلیٹ فارم پر ایک ہی صف میں جمع کرے گی۔

شریعت: لوگوں کو بسا اوقات یہ اعتراض بھی دامن گیر رہتا ہے کہ امارتِ اسلامیہ میں انحصار ہے یعنی صرف علماء اور مذہبی طبقہ کی بالادستی ہے۔ باقی تمام طبقات کو نظر انداز کیا جاتا ہے، تو اگر امارتِ اسلامیہ برسرِ اقتدار آئے گی کیا اس وقت بھی تمام طبقات کو نظر انداز کرکے صرف علماء کو آگے لایا جائے گا اور اقتدار صرف ان کے ہاتھ میں ہوگا؟

ذبیح اللہ مجاہد: امارتِ اسلامیہ اپنے اصول کی رو سے یہ چاہتی ہے کہ ایک ایسا ہمہ شمول اسلامی نظام قائم کرے جس میں ہر افغان کی جگہ موجود ہو اور ہر افغان اسے اپنی امنگوں کا نمائندہ سمجھ لے۔ لیکن اس وقت جو صورتحال ہے اس کے حوالہ سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ بیس سال سے جاری جہاد اسی علماء کے طبقہ نے سنبھالی ہے۔ آپ جاکر دیکھ لیں اگر محاذ پر آپ کوئی میدانِ کارزار سجاتا نظر آئے گا تو وہ عالم حافظ اور قرآن وسنت کا طالب العلم ہوگا۔ اگر گزشتہ بیس سال میں کوئی شہید نظر آئے گا تو اسی طبقہ سے وابستہ ہوگا۔ اگر جیلوں میں کوئی ہے تو بس یہی طبقہ۔ یہی طبقہ ہی وہ ہے جنھوں نے عملی طور پر جہادی محاذ کو گرم رکھا۔ جہادی سلسلہ کی باگ ڈور سنبھالی۔ بیشک ہمارے پاس دیگر طبقات کے لوگ بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں مگر عملی طور پر مختلف وجوہات کی بنیاد پر انہوں نے شرکت نہیں کی ہے۔ ہر خطرے کے لئے اور ہر قربانی ومشکل سہنے کے لئے واحد یہی علماء کا طبقہ کھڑا رہا۔ مگر اس کا یہ معنی نہیں کہ امارتِ اسلامیہ صرف اپنا کنٹرول چاہتی ہے۔ ایک طبقہ کے علاوہ باقی سب کو محروم رکھنا چاہتی ہے۔ البتہ یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ جس کی جتنی زیادہ قربانی ہوگی وہ اتنا ہی زیادہ مستحق ہوگا۔ اور اس کے استعداد کے مطابق اسے جگہ دی جائے گی۔ بہرکیف ہم اپنی قوم کے ہر طبقہ کے لئے جگہ رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس ڈاکٹرز، انجینئرز، پروفیسر اور ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ موجود ہیں۔ ہم چاہتے یہ ہیں کہ ہر بندے کو افغانستان کی تعمیر وترقی میں کردار ادا کرنے کے لئے آگے آنا چاہیے اور اپنا کردار ادا کرلینا چاہیے، لیکن یہ اس وقت ممکن ہے جب ہم نظام کی تشکیل کی طرف جائیں گے۔ اس وقت چونکہ حالتِ جنگ ہے اور جنگ کسی سے زبردستی نہیں کروائی جاسکتی ہم کسی ڈاکٹر کا ہاتھ پکڑ کر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ آپ جنگ بھی کریں بمباری کے سامنے بھی ڈٹے رہیں، جیل بھی جائیں، سختیاں بھی جھیلیں وغیرہ۔ تو اس لئے یہ دینی اور مذہبی لوگ ہیں جو اپنے دینی احساس کی بنیاد پر اس مہم میں اپنا فریضہ سمجھ کر حصہ دار ہورہے ہیں اور قوم کی حمایت اور پشت پناہی میں آگے جارہے ہیں۔ تو ہم اس وقت کے انتظار میں ہیں جب نظام کی تشکیل ہوگی اور شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں کو اپنا کردار ادا کرنے کی نوبت پہنچے گی، اس کے برعکس نہ اپنی اجارہ داری چاہتے ہیں اور نہ اسے مفید سمجھتے ہیں۔

شریعت: اکثر یہ سوال بھی ہوتا ہے کہ امارتِ اسلامیہ ایک خاص لسانی طبقے سے تعلق رکھتی ہے اور اسی کے مفادات کے لئے برسرِپیکار ہے۔ یہ سوال کس حد تک بجا ہے؟

ذبیح اللہ مجاہد: یہ سوال کچھ مفاد پرست حلقوں کی طرف سے ہوتا ہے اور خاص کر ان لوگوں کی جانب سے جو بذاتِ خود دل میں روگ رکھتے ہیں اور قومیت کے بدبودار نعرے سے متاثر ہوتے ہیں۔ امارتِ اسلامیہ قومیت چاہتی ہے اور نہ ہی کبھی قومیت کی خاطر کوئی اقدام اٹھایا ہے اور نہ ہی امارتِ اسلامیہ قومیت کو کوئی اہمیت دیتی ہے۔ پھر یہ بات خلافِ حقیقت بھی ہے کہ امارتِ اسلامیہ میں ایک قوم یا ایک زبان سے وابستہ لوگ ہیں۔ اس وقت آپ مشاہدہ کررہے ہونگے کہ شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک ملک کے ہر سو امارتِ اسلامیہ کے افراد اور مجاہدین موجود ہیں۔ صوبوں اور اضلاع میں مختلف قوموں سے وابستہ ذمہ دار ہیں۔ گورنر کی سطح تک

کمانڈر ہر قوم سے موجود ہیں۔ ہر کمیشن میں مختلف قوموں کے افراد شامل ہیں، رہبری شوریٰ میں موجود ہیں، مگر اس کا مطلب پھر بھی یہ نہیں ہے کہ ہم قومیت کو بنیاد سمجھ رہے ہیں یا امارت اسلامیہ کے فیصلوں میں قومیت کا کوئی عمل دخل ہوتا ہے۔ ہر گز نہیں۔ بلکہ ہم صرف اسلام پر یقین رکھتے ہیں اور ہر اقدام اٹھانے سے پہلے اسلام سے رہنمائی لیتے ہیں اور اسی کو ہی اصل الاصول سمجھتے ہیں۔ ہم قومیت کو تعارف کا ذریعہ ضرور سمجھتے ہیں مگر اس کی بنیاد پر کسی قسم کے فیصلہ کے روادار نہیں ہیں۔ ہم تمام اہلِ وطن کو افغان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہر طرح کے فیصلہ کا اختیار اسی افغان کا حق سمجھتے ہیں۔ یہی افغان ہی اس نظام کو قائم کریں گے جس میں ہر افغان بلا تفریق رنگ و نسل اپنی جگہ دیکھ سکے۔

شریعت: ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ امارتِ اسلامیہ کے زیر کنٹرول علاقوں میں تعلیم اور بالخصوص عصری تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ اسی طرح بہت سارے اضلاع پر امارتِ اسلامیہ کا سالوں سے قبضہ ہے مگر وہاں کوئی تعمیری کام نہیں ہوا ہے اس حوالہ سے آپ کا جواب کیا ہے؟

ذبیح اللہ مجاہد: جی بالکل تعلیم ایک اہم ضرورت ہے اور امارتِ اسلامیہ اس کی قائل ہے اس کے لئے باقاعدہ کمیشن بنایا ہے۔ افراد متعین کر دیے گئے ہیں۔ بہت اخراجات اس مقصد کے لئے ہو رہا ہیں، مگر یہ اپنی جگہ حقیقت ہے کہ جنگ کی صورتحال میں یہ کام مؤثر طور پر ہو ہی نہیں سکتا، ہمارے زیر کنٹرول علاقوں میں بے شک تعلیمی سلسلہ کمزور ہے مگر بایں ہمہ ہم نے کچھ اقدامات بھی کئے ہیں۔ ہمارے علاقوں میں جو اسکول، کالج یونیورسٹی اور مدارس قائم ہیں ان کی اچھی نگرانی ہوئی ہے اور بھرپور توجہ سے ہوئی ہے جس کے باعث وہ مراکز لوگوں کی دلچسپی کا باعث بنے ہیں اور اسے وہ اپنے بچوں کے لیے بہترین مراجع سمجھتے ہیں۔

پھر حالیہ دنوں آپ نے ایک رپورٹ پڑھی ہوگی کہ اقوامِ متحدہ کے ذیلی ادارہ یونیسیف نے ساڑھے چار ہزار اسکولز کا کام شروع کیا ہے اور یہ پورا منصوبہ وہاں شروع کیا ہے جہاں ہمارا کنٹرول ہے اور امارتِ اسلامیہ کا قبضہ ہے۔ البتہ جنگوں کی وجہ سے ہم خود یہ کام نہیں کر پا رہے اور بے بس ہیں تو یہ الگ مسئلہ ہے۔

دوسری بات تعمیر نو کے کام کے حوالہ سے جو آپ نے کی ہے اس حوالہ سے یہ سمجھنا چاہیے کہ تعمیراتی کام کے لئے بڑے بجٹ کی ضرورت ہوتی ہے اور امارتِ اسلامیہ کے پاس ایسا کوئی مالی سرچشمہ نہیں ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جتنے مالی سرچشمے ہیں ان سب پر کابل انتظامیہ کا قبضہ ہے، جتنے ٹیکسز ہیں وہ سب ان کے قبضہ میں ہیں۔ کسٹمز، سرحدات اور حق العبور سمیت تمام مالی مراکز کی پیداوار کابل انتظامیہ کے خزانہ میں جمع ہوتی ہے۔ یعنی جس طرح ہمارا ملک استعماری قوتوں کے قبضے میں ہے ایسا ہی ہمارا پورا معاشی نظام بھی انہی کے کنٹرول میں ہے۔ بے شک قوم کی طرف سے ہماری مدد کی جاتی ہے اور کچھ رقم بلاشبہ ہمیں ملتی ہے مگر وہ سب اتنا نہیں ہوتا جس سے ترقیاتی کام انجام دیے جا سکیں۔ اس کے علاوہ جو کام ہے تعمیر و ترقی کے منصوبے تو وہ اپنی جگہ باقی ہیں کیونکہ ہمارے پاس کچھ ہے نہیں جس سے ہم یہ سارے کام سرانجام دے سکیں، لیکن پھر بھی اگر نظام بنتا ہے تو ان ساری چیزوں کی جانب بھرپور توجہ دی جائے گی ان شاء اللہ۔

شریعت: سوشل میڈیا پر ایک بحث یہ بھی چلتی ہے کہ افغانستان کا ایک عام باشندہ اگر کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو امارتِ اسلامیہ اسے سزا دیتی ہے جو اپنی جگہ ایک مفید اقدام ہے۔ مگر اگر کوئی مجاہد جرم کرلے تو یا تو اسے سزا نہیں ہوتی اور اگر ہوتی بھی ہے تو بس اتنی کہ اسے صف سے باہر کیا جاتا ہے، یہ امتیازی رویہ کیوں؟

ذبیح اللہ مجاہد: یہ بات ذکر کرنا ضروری ہے کہ ایک تو جزوی واقعات ہوتے ہیں جو چند افراد کی جانب سے وقوع پذیر ہوتے ہیں جسے عام معاشرہ میں ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس سے ہمیں انکار نہیں، امارتِ اسلامیہ ایک بہت بڑی صف ہے۔ اس میں مختلف طرح کے لوگ شامل ہیں۔ اس لئے بعید نہیں کہ بعض دفعہ کچھ افراد کی جانب سے ناپسندیدہ واقعات کا ظہور ہوا ہو۔ مگر اصولی طور پر شریعت اور قانون سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔ ہر فرد چاہے وہ عام ہو یا کوئی مجاہد اگر جرم کا ارتکاب کرے گا تو اسے کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے گا۔ عدالتی ادارے بلا تفریق اس سے تحقیقات کے ذمہ دار ہیں۔ اور اس طرز کی ہمارے پاس بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔ بڑے بڑے کمانڈر اپنے جرم کی پاداش میں پھانسی کی سزا تک پہنچ گئے ہیں۔ اس وقت بھی بہت سارے کیس چل رہے ہیں۔ اس لئے یہ تصور درست نہیں ہے کہ امارتِ اسلامیہ کوئی امتیازی روش اپنا رہی ہے اور مجاہدین کو کھلی چھوٹ دے رہی ہے۔ ہاں! اگر کوئی چھوٹا سا جرم کسی تاویل پر مبنی ہو مثلاً وہ یہ سمجھتا ہو کہ یہ کام بھی جہادی مہم کا حصہ ہے تو اس صورت میں بھی بالکل جان بخشی نہیں کی جاتی بلکہ اسے صف بدر کیا جاتا ہے البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ جرم چھوٹا ہو۔ اگر جرم بڑا ہو، قتل ہوا ہو یا عزت و ناموس پر حملہ ہوا ہو تو اس میں تحقیقات اور سزا کا اجراء کیا جاتا ہے کسی قسم کا استثنا نہیں دیا جاتا۔

شریعت: لوگوں کا ایک سوال یہ بھی ہوتا ہے کہ امارتِ اسلامیہ کی اعلیٰ سطحی قیادت ہمیشہ اپنے قوم سے پردہ اور فاصلہ میں رہتی ہے اور قوم سے ہمیشہ دوسری تیسری صف کے رہنما ملتے ہیں تو یہ فاصلہ کیوں ہے اور کب تک رہے گا؟

ذبیح اللہ مجاہد: جی یہ بات یہاں سمجھنی چاہیے کہ اس وقت ہم ایک غیر معمولی جنگ میں مصروف ہیں۔ آپ کو پتہ ہے پوری دنیا سے لڑائی چل رہی ہے اور دنیا کے بھی وہ ممالک جو ہر طرح کے ساز و سامان اور عسکری آلات سے مسلح اور انٹیلی جنس کے نت نئی ٹیکنالوجیوں سے لیس ہیں۔ آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ ہمارے متعدد قائدین شہید بھی ہوئے ہیں۔ اس لئے ایک ضرورت کے تحت ہماری اعلیٰ سطح کی قیادت نظروں سے اوجھل رہتی ہے کیونکہ اس وقت بھی ملک جارحیت کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ فضاء ان کے ہاتھ میں ہے۔ دشمن بڑا شقی القلب واقع ہوا ہے۔ وہ کسی بھی وقت اپنی قساوتِ قلبی کا مظاہرہ کر سکتا ہے اور وہ بعض افراد کی باقاعدہ تلاش میں لگا ہوا ہے۔ اس لئے اپنی قیادت کو محفوظ رکھنا ایک مجبوری ہے تاکہ خدانخواستہ یہ عظیم کام ہونے سے نہ رہ جائے اور افراتفری اور انتشار نہ ہو۔

مگر بایں ہمہ لوگوں کی ہر مشکل سننے کے لئے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ عدالتِ عظمیٰ اور خود رہبری شوریٰ کے ارکان وقتاً فوقتاً لوگوں سے ملتے رہتے ہیں، ان کی شکایات سنتے ہیں۔ البتہ بڑی سطح پر جو قیادت ہے جو تین چار افراد ہیں ان کو صیغہ راز میں رکھنا ضروری ہے اور یہ جہادی صف کے مفاد میں نہیں ہے کہ وہ منظر عام پر آجائیں۔ جب تک اطمینان حاصل نہیں ہو جاتا اور یہ بڑی جنگ جاری ہے اس وقت تک بعض اقدامات ایسے اٹھانے پڑیں گے۔

شریعت: اگر امارت اسلامیہ برسر اقتدار آتی ہے تو میڈیا کی آزادی اور خواتین کے بارے میں کیا ان کا رویہ کیا ہوگا؟

ذبیح اللہ مجاہد: یہ بہت اہم سوال ہے۔ واقعتاً میڈیا کا ہر ملک میں ایک اہم رول ہوتا ہے اور یہ ہر ملک کی اشد ضرورت ہے۔ میڈیا اگر واقعی آزاد ہو اور ملکی اور ملی جذبہ اور احساس کی بنیاد پر خدمت کرے تو ملک کی آزادی و حریت اور ملکی مفادات کے تحفظ میں بڑا کردار ادا کر سکتا ہے۔ اسی طرح بہتر مثبت رپورٹنگ کر کے وہ لوگوں کے حقوق کا ایک اچھا علمبردار ثابت ہو سکتا ہے۔ ہم چاہتے بھی یہی ہیں کہ میڈیا ایسا ہی کردار ادا کرے۔

لیکن استعمار کے زیر سایہ جو میڈیا وجود میں آیا ہے یہ مفید ہونے کے ساتھ مضر بھی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اصلاح کی ضرورت باقی ہے۔ اگر اصلاحات نہیں ہونگی تو یہ میڈیا ملک کی بجائے استعمار کے لئے کام کرے گا کیونکہ یہ میڈیا استعمار ہی کے زیر سایہ وجود پذیر ہوا ہے، اس کی ساخت اور بنیادی تشکیل ہی جارحیت پسندی کے مفاد میں ہوئی ہے۔ استعمار ہی نے اس کے لئے اصول وضع کئے ہیں اور استعمار ہی کے سانچے اور قالب میں ڈھلے ہیں۔

مثلاً یہ تو ضروری ہے کہ میڈیا آزاد ہو لیکن آزادی کے نام پر انہیں ہرگز یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی کی توہین کرے، عزت نفس مجروح کرے، کسی زبان اور قوم کی تحقیر کرے، کسی خاص طبقہ کو اپنی توہین کا نشانہ بنائے، یہ ساری چیزیں جو قابل اصلاح ہیں اور شریعت میں ناجائز اور حرام ہیں، اگر نظام آئے گا تو یہ ساری چیزیں درست کرنا پڑیں گی۔ باقی فی نفسہ میڈیا کی آزادی کے ہم قائل ہیں اور ان کے حق میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کریں گے۔

اسی طرح خواتین کے حقوق کے بارے میں بھی ہم سنجیدہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ انہیں ان کے واقعی حقوق مل جائیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ خواتین کو یکساں حقوق مل جائیں۔ اس بات کا کوئی امتیاز نہ ہو کہ یہ شہری ہے اور یہ دیہی ہے۔ بلکہ سب کو موقع فراہم کیا جائے تاکہ عدالت تک ان کی رسائی ہو۔ اپنی شکایات کے سلسلے میں کسی ادارے تک رسائی انہیں حاصل ہو۔ ان پر ظلم نہ ہو اور ایک معزز طبقہ کی نگاہ سے انہیں دیکھا جائے۔

اسی طرح اگر وہ دین و وطن کی خدمت کرنا چاہے، تعلیم حاصل کرنا چاہے تو ہم اس حق میں ہیں کہ انہیں وہ تمام مواقع فراہم کئے جائیں جن میں وہ محفوظ ہو۔ اسلامی حدود کی رعایت ہو۔ ان کے، ان کے گھر والوں، والدین، بھائیوں اور بچوں کی خوشحالی ہو اور عزت و ناموس محفوظ ہو۔ کسی قسم کے نقصان پہنچنے کا انہیں اندیشہ نہ ہو، وہ ہر طرح کے خطرہ سے محفوظ ہو۔ امارتِ اسلامیہ اس کی مخالف تو کجا وہ تو دل وجان سے چاہتی ہے اور کوشش کر رہی ہے کہ اس کے لئے ماحول بنا دیا جائے اور فضاء ہموار کی جائے، مواقع فراہم کر لئے جائیں، کیونکہ امارتِ اسلامیہ سمجھتی ہے کہ یہ وہ طبقہ ہے جن کے حقوق ضائع کئے گئے ہیں۔ انہیں محروم رکھا گیا ہے اس لئے انہیں حقوق تک رسائی دینا ضروری ہے البتہ وہ حقوق جو دین اسلام کے دائرے کے اندر ہوں۔

شریعت: محترم مجاہد صاحب یہ تمام وہ سوالات ہیں جو سوشل میڈیا میں زیر بحث لائے جاتے ہیں اور آپ نے بڑے حوصلے سے ان کے جوابات دے دیئے۔ جس پر ہم مشکور ہیں۔

جواب: آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے قوم کے سوالات ہم تک پہنچا دیئے۔ آئندہ بھی پہنچاتے رہیے۔ اگر ہمارے پاس جواب ہو تو جواب دینگے اور اگر جواب نہ ہو تو ہم عملی طور پر اصلاح کریں گے۔ ہم صرف میڈیا میں بولنے والے نہیں بلکہ عملاً کر کے دکھانے والے ہیں۔

لوگوں کو انصاف ان کی دہلیز پر فراہم کریں۔

مخالفین کو دلیل اور حکمت سے قائل کریں اور امارت اسلامیہ کی حقانیت انہیں سمجھائیں

دعوت وارشاد کمیشن کے سربراہ **مولوی امیر خان متقی** صاحب کی مجاہدین اور کمیشن ذمہ داران کو ہدایات

حمد وثنا کے بعد! دعوت وارشاد کمیشن کے ذمہ داران اور اضلاع کے نمائندگان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالی آپ کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں میں کامیاب وکامران فرمائے، آمین۔ حالیہ وقتوں میں ملک کے طول وعرض میں مجاہدین کی قربانیوں کی بدولت کافی فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ اب ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم مزید اپنی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ ہوں۔ آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ پچھلے کچھ عرصے میں ہرات سے لے کر بدخشاں تک کتنی فتوحات ہوئی ہیں؟ کتنے فوجیوں نے ہتھیار ڈالے ہیں؟ کتنے علاقے آزاد ہوئے ہیں؟ یہ ہماری بڑی کامیابی ہے اور ان فتوحات سے ہمارے اندر ایک نئی روح بیدار ہوئی۔ صوبہ بدخشاں میں تشکہ، بہارک، ضلع شہدا اور تخار میں مختلف علاقے فتح ہوئے ہیں۔ صوبہ قندوز میں ضلع امام صاحب جو بہت بڑا ضلع ہے حال ہی میں فتح ہوا ہے صرف مرکز فتح ہونا باقی ہے۔ صوبہ بغلان میں شہر کونم، ہمہ اور ضلع برقی مکمل فتح ہوئے ہیں۔ دہنی، غوری، ضلع پیرنگ، پل خمری اور نہرین میں بھی کافی زیادہ فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ صوبہ بلخ میں چار بولک، زاری، بلخ، چمتال سمیت وسیع علاقے فتح ہوئے ہیں۔ صوبہ ننگرہار میں حصارک اور شیرزاد میں کافی پیش رفت ہوئی ہے۔ مختصر عرصے میں صوبہ لغمان کے مرکز مہترلام اور ضلع گنگار میں کابل انتظامیہ کے اہل کاروں نے ہتھیار ڈالے ہیں۔ ضلع دولت شاہ مکمل فتح ہوا ہے۔ صوبہ لوگر کے مرکز پل عالم، برکی میں کافی پیش رفت ہوئی ہے۔ ضلع چرخ تو کچھ عرصہ قبل مکمل فتح ہوا ہے۔ میدان وردگ میں سید آباد، چکو اور جلیس میں بھی وسیع پیمانے پر علاقے فتح ہوئے۔ ضلع نرخ کا مرکزی ایئر بیس سمیت مکمل فتح ہوا۔

غزنی میں ضلع آرزو مکمل فتح ہوا۔ جغتو، خوگیانی، قرہ باغ اور مقر کے اضلاع دشمن سے پاک ہوئے۔ زابل میں ضلع میزان مکمل طور پر فتح ہوا۔ اسی طرح شاجوئی میں چینو کا وسیع علاقہ جو پچھلے انیس سالوں سے دشمن کے قبضے میں تھا، اب فتح ہوا۔ صوبہ قلات کے مرکز نورک بھی مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ صوبہ قندہار میں پہلے سے بھی کافی فتوحات ہوئی تھیں، اب فتوحات کے تازہ سلسلوں میں مزید فتوحات بھی حاصل ہوئیں۔ اب صرف شہر کا فتح ہونا باقی ہے۔ صوبہ ارزگان اور فاریاب میں بھی مجاہدین نے کافی کامیابیاں سمیٹی ہیں۔ اسی طرح صوبہ ہلمند میں مرکز کے علاوہ اسی کے قریب چیک پوسٹس فتح ہوئے۔ تین بڑے مراکز، تین ایئر بیس، کنٹونمنٹ اور مرکز فتح ہوا۔ یہ بہت بڑی پیش رفت ہے۔ اسی طرح صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک کے شیوا سے لے کر مرکز کے داخلی دروازے تمام علاقے فتح ہوئے۔ صوبہ ہرات میں ضلع فارسی مکمل فتح ہوا۔ صوبہ بادغیس میں ضلع مقر اور کمری کے وسیع علاقے فتح ہوئے۔ ان مذکورہ علاقوں میں بڑے پیمانے کابل انتظامیہ کے اہل کار بھی سرنڈر ہوئے ہیں۔ اسی طرح دعوت کے ذریعے بھی کافی کام ہوا ہے۔ یہ چند نمونے تھے جو میں نے آپ کے سامنے ذکر کیے۔ اس کے علاوہ دیگر اضلاع میں بھی کافی کام ہوا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان فتوحات کے ساتھ ساتھ ہم اپنی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ ہوں۔ جو ذمہ داریاں ہمیں سپرد کی گئیں انھیں بہتر طریقے سے انجام دے سکیں۔ جو علاقے اب تک فتح نہیں ہوئے ان کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اس سلسلے میں آپ کی توجہ دو چار باتوں کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

پہلی بات یہ کہ جو علاقے نئے فتح ہوں، ان علاقوں تک صوبوں اور اضلاع کے نمائندے اور متعلقہ ذمہ داران جلد از جلد پہنچ جائیں۔ علاقے کے علما، قبائلی عمائدین اور معتبر شخصیات سے ملاقات کریں۔ ان کے ساتھ مشاورت کریں۔ کیوں کہ دشمن نے وہاں غلط پروپیگنڈے کیے ہیں، لوگوں کے ذہنوں میں زہر انڈیلا گیا ہے۔ اس موقع پر ہمیں چاہیے کہ ہم ان تک مثبت پیغام پہنچائیں۔ امارت اسلامیہ کی بہترین نمائندگی کرتے ہوئے ان کے ذہنوں کو دشمن کے ناپاک پروپیگنڈوں سے پاک کریں۔ یہ شریعت محمدی کا اصول ہے اور شریعت کی روشنی میں ہماری ذمہ داری بھی ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ نے حضرت ابوموسی اشعری اور حضرت معاذ کو یمن کے لوگوں کی تعلیم واصلاح کے لیے بھیجا۔ بھیجتے وقت ان سے فرمایا تھا "بشرا ولا تنفرا، یسرا ولا تعسرا" لوگوں کو خوش خبری سناو، نفرتیں نہ پھیلاو۔ آسانیاں پیدا کرو مشکلات پیدا نہ کرو۔ ایک دوسری حدیث میں جمع کا صیغہ آیا ہے: بشروا ولا تنفروا، یسروا ولا تعسروا"۔ لہذا اس بات کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن علاقوں میں اہل کار ہتھیار ڈالتے ہیں یا جو لوگ امارت اسلامیہ کی جیلوں سے رہا ہوتے ہیں ان سے رابطہ پیدا کریں۔ ان کے ذہنوں پر کام کریں۔ امارت اسلامیہ کی حقانیت و حقیقت ان پر واضح کریں۔ ہمارے دشمن نے ہم پر کئی طرح کے بے بنیاد الزامات لگا کر امارت اسلامیہ کی غلط تصویر کشی کی ہے۔ ایسی صورت حال میں ہم لوگوں کے ساتھ بہتر سلوک کریں۔ ان پر واضح کریں کہ امارت اسلامیہ میں حقانیت، اسلامیت، افغانیت، جہاد، امن اور خوشحالی ہے۔ اس سلسلے میں کام کی ضرورت ہے۔ ایسی محافل میں شریک ہوں اور وہاں بہتر طریقے سے امارت اسلامیہ کی وکالت کریں۔

تیسری بات یہ کہ جہاں جہاں جس مقام پر کوئی مجلس منعقد ہو رہی ہو جس میں اہل کاروں کی رہائی یا ان کے ہتھیار ڈالنے کی بات ہو رہی ہو اضلاع کے ذمہ داران وہاں لازمی پہنچیں، وہاں معاملات کو بہتر طریقے سے ہینڈل کریں، لوگوں کو مثبت پیغام دیں تاکہ جو لوگ اب تک سرنڈر نہیں ہوئے ان پر بھی امارت اسلامیہ کے نمائندوں کے عمل و کردار کا مثبت اثر ہو اور وہ بھی ہتھیار ڈال دیں۔

چوتھی اور آخری بات یہ کہ مخالف صف کے لوگوں پر اب تک جتنی محنت ہوئی ہے، اس سے کہیں زیادہ مزید محنت کی ضرورت ہے۔ ان بچاروں کی آنکھوں پر غفلت کے پردے ہیں، حقیقت سے دور تاریکی میں رکھے گئے ہیں، یہ لوگ یا تو مادیات سے متاثر ہیں یا پروپیگنڈے نے انہیں اس حال تک پہنچا دیا ہے۔ آپ ان تک بزرگوں اور عزیز و اقارب کے ذریعے مثبت پیغام پہنچائیں۔ انھیں حقیقت سے آگاہ کریں، تاکہ وہ اس صف سے نکل کر حقائق کا ادراک کریں۔ یاد رکھیں اس عمل کا بہت بڑا اجر ہے۔ رسول اللہ نے خیبر کے دن حضرت علی سے فرمایا: "فواللہ لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم" یعنی اگر اللہ نے تمہاری محنت کی وجہ سے کسی ایک شخص کو ہدایت نصیب کی تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اس زمانے میں سرخ اونٹوں کی کافی قدر و قیمت تھی۔ جس طرح آج کل کسی قیمتی چیز کی مثال سونے کے ساتھ دی جاتی ہے۔

لہذا اس سلسلے میں زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ مخالف صف کے بہت سارے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم معاشی تنگی کی وجہ سے اس صف میں کھڑے ہیں۔ اس حقیقت سے ہم انھیں آگاہ کریں کہ کس دلیل اور کس عرف کی بنیاد پر معاشی ناہمواری کو دلیل بنا کر دشمن کے صف میں کھڑا ہونا اور اپنے ہی بھائیوں کو قتل کرنا جائز ہے؟ پھر جب مجاہدین ایسوں کو محاصرہ کریں، ان کے قریب پہنچ جائیں، ایسے موقع پر کیوں جوابی کارروائی کرتے ہو، ایسے مواقع پر جوابی کارروائی کا کیا جواز بنتا ہے؟ لہذا مخالف صف کے ارباب اختیار مذاکرات کو کامیاب بنانا نہیں چاہتے، وہ مختلف بہانوں کے ذریعے مذاکرات کو سبوتاژ کرتے ہیں۔ ایسے موقع پر یہ بہترین سوچ اور بہترین صلح ہے کہ 70 فی صد علاقے پر امن و امان برقرار ہے، دیگر 30 فی صد علاقہ امن کے چھتری تلے لے آئیں۔ لوگ ہم سے جنگ میں کمی کا مطالبہ کرتے ہیں ہم جنگ کو مکمل طور پر ختم کریں۔ مخالفین علاقے چھوڑ دیں وہاں خود بخود امن قائم ہو گا اور خوشحالی آئے گی۔ ہم یہ کوشش کریں کہ جو علاقے مخالفین کے کنٹرول میں ہیں اسے بھی چھڑا کر تمام افغانوں کو ایک ہی نظام کی لڑی میں پرو دیں۔ سالوں سے جاری تکالیف کا خاتمہ کریں۔ لوگوں کو انصاف ان کی دہلیز پر فراہم کریں۔ اس سلسلے میں جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوں گی ان سے بہتر طریقے سے عہدہ برآں ہونے کی کوشش کریں۔ اوپر کامیابیوں کی جو تفصیل ذکر کی گئی وہ نہایت ہی اہم ہے۔ مجاہدین کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالی ہمیں ذمہ داریوں کو بہتر طریقے انجام دینے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین

امریکی انخلا اور شرپسندوں کی جنگی تیاریاں

تحریر: ہارون بلخی

افغانستان پر امریکی قیادت میں 48 مغربی ممالک کے براہ راست جارحیت کے بعد افغان قوم نے طالبان کی قیادت میں بیرونی غاصبوں کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا۔ یہ سلسلہ تقریبا 19 برس تک جاری رہا، جس میں ہزاروں غاصب فوجیں ہلاک، زخمی، اپاہج اور معذور ہوئیں۔ اس کے علاوہ استعمار نے اربوں ڈالر بھی خرچ کیے، لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ استعمار نے افغان قوم پر نام نہاد حکمران مسلط کیے، لیکن تمام سیاسی اور فوجی امور امریکہ و نیٹو براہ راست انجام دیتے رہے۔ افغانوں کی حیثیت کٹھ پتلیوں کی تھی۔ افغان قوم نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بیرونی غاصبوں پر ایسے حملے کیے، جن سے ان کے اوسان خطا ہوگئے اور غاصبوں نے ہر حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی، تاہم کامیاب نہ ہوسکے۔ طالبان بار بار مذاکرات کا مطالبہ کرتے رہے، مگر طاقت کے نشے میں مست دنیا کے فاتح امریکی حکام اسے مسترد کرتے رہے۔ آخر کار 29 فروری 2020ء کو طویل مذاکرات کے بعد مملکت قطر کے صدر مقام دوحہ میں امارت اسلامیہ افغانستان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان دوحہ معاہدے کے نام سے ایک معاہدہ ہوا، جس میں قابل ذکر شقیں یہ تھیں کہ 14 ماہ کے اندر افغانستان سے تمام بیرونی افواج کا انخلا کیا جائے گا، افغان سرزمین کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف استعمال ہونے نہیں دی جائیگی، طالبان رہنماؤں کے ناموں کا بلیک لسٹ سے خاتمہ کیا جائے گا، کابل اور ملک کے دیگر صوبوں میں امریکی چھاپوں اور کاروائیوں کے دوران گرفتار ہونے والے ہزاروں طالبان قیدیوں کو رہا کیا جائے گا اور بین الافغان مذاکرات کا آغاز کیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن بدقسمتی سے اب تک بھی چند امور ادھورے رہ گئے ہیں، جن میں تمام قیدیوں کی رہائی، بلیک لسٹ کا خاتمہ، بروقت امریکی افواج کا انخلا، مذاکرات میں رخنہ اندازی جاری ہے۔ امریکہ اپنی تمام فوجوں کا انخلا یکم مئی تک مکمل کرتا، لیکن امریکہ میں نئی انتظامیہ کے آمد سے یہ مرحلہ تعطل کا شکار ہوا اور صدر بائیڈن نے اس میں تین ماہ کی توسیع کردی۔ یعنی 11 ستمبر تک مکمل انخلا عمل میں لایا جائے گا۔ اب انخلا کا عمل شدت سے جاری ہے اور حال ہی میں امریکی وزیر دفاع لوئڈ آسٹن نے امریکی کانگریس کو ایک بیان میں بتایا کہ فوجیوں کے انخلا کا عمل شدت سے جاری ہے، جو ماہ ستمبر سے پہلے مکمل ہو جائے گا۔ امریکی میڈیا کے مطابق افغانستان سے امریکی فوجوں کی واپسی کا عمل 04 جولائی تک مکمل کیا جائے گا۔

دوسری جانب ملک کے کئی علاقوں میں جنگی کمانڈروں اور شرپسندوں کی جانب سے میڈیا پر جنگی تیاریوں کے مسلسل دعوے کیے جارہے ہیں اور بعض ذرائع کے مطابق علاقائی ممالک سابق وار لارڈز کے ذریعے عوام میں اسلحہ تقسیم کررہے ہیں، تاکہ ملک میں جارحیت کے خاتمے کے بعد اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے رکاوٹیں کھڑی

کریں۔ اس سلسلے میں سابق جنگی مجرم اور شمالی اتحاد کے مقتول رہنماء احمد شاہ مسعود کے بیٹے احمد مسعود کی قیادت میں چند شر پسند بیرونی آقاؤں کے ایماپر سادہ لوح عوام کو دھوکہ دینے کی خاطر نمائشی تقریبات کاانعقاد کررہے ہیں اور عوام کو بغاوت پر اکسا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کے جنوبی صوبے میں ایک اقلیتی گروہ کے چند غنڈوں کو بیرونی اشارے پر مسلح کرکے ان کی تصاویر اور ویڈیوز بناکر قوم میں تشویش پیدا کرنے کے لیے شائع کی گئیں۔ حال ہی میں کابل انتظامیہ کے سربراہ اشرف غنی کے مشیر برائے سیاسی و سلامتی امور محمد محقق نے متنبہ کیا ہے کہ اگر طالبان کیساتھ ہونے والے امن مذاکرات کامیاب نہ ہوئے، تو سرکاری فوج کے شانہ بشانہ جنگ جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کابل میں ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بیرونی افواج کو محاسبہ کرنا چاہیے اور افغانستان کو دہشت گردوں کاٹھکانہ بننے نہیں دینا چاہیے، اس لیے کہ افغانستان نے دو دہائیوں کے دوران جمہوریت کا سفر طے کیا ۔ ان کامیابیوں کو ضائع ہونے سے بچاناچاہیے۔ انہوں نے کہاکہ گذشتہ دو برسوں سے ہم جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

چند روز قبل کابل انتظامیہ کے سربراہ اشرف غنی نے ملک کے شمالی صوبے فاریاب کے گورنر کو سبکدوش کرکے انہیں سینیٹ کا اعزازی رکن بنادیا اور ان کی جگہ ایک اور شخص کو گورنر کے طور پر بھیجا، لیکن بدنام زمانہ کیمونسٹ ملیشا کے سربراہ جنرل دوستم کے کارندوں نے شدید مظاہروں اور احتجاجی ریلیوں سے اشرف غنی کو دھمکی دی، کہ گورنر کی تقرری غیر قانونی اور ناجائز ہے۔ نومنتخب گورنر فوجی مرکز سے حالات کا مشاہدہ کر رہا تھا، آخرکار ناامید کابل لوٹا اور اشرف غنی نے غنڈوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

درج بالا چند سطور سے معلوم ہورہا ہے کہ دنیا کے چند خود غرض اور جنگ کی خواہش رکھنے والے ممالک افغانستان میں قیام امن کی راہ میں رخنہ ڈالنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ لیکن دنیا اور خاص طور پر مذکورہ ممالک کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح افغان عوام نے اللہ تعالی کی نصرت سے 20 سال تک دنیا کے جدید ٹیکنالوجی سے لیس 48 ممالک کا مقابلہ کیا اور آخرکار غاصبوں سے اپنے مطالبات منوالیے، اسی طرح شہید پرور سرزمین کے باسی چند فروخت شدہ عناصر کو ایسی دندان شکن شکست سے دوچار کریں گے، جو دنیا اور بالخصوص افغان تاریخ میں یادرکھی جائے گی۔

امارت اسلامیہ افغانستان اور امریکہ کے درمیان طے شدہ دوحہ معاہدے میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ افغانستان کی سرزمین امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کے خلاف کسی کو استعمال ہونے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ اس سلسلے میں امارت اسلامیہ نے ثابت کردیا کہ طالبان مجاہدین وعدے کے پابند اور اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں سابق امریکی سیکریٹری خارجہ مائیک پمپیو نے بھی طالبان کے ایفائے عہد کے ذمہ دارانہ رویے کو تسلیم کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ معاہدے سے اب تک طالبان کی جانب سے کسی قسم کی خلاف ورزی نہیں کی گئی ہے۔ لہذا اقوام متحدہ، اس خطے اور دنیا کے ممالک افغانستان کے اندرونی امور میں مداخلت کرنے کی بجائے افغان قوم کی امن و سلامتی کے لیے جدوجہد کریں۔ اقوام متحدہ کے قانون کے مطابق افغان قوم کو اپنی حکومت اور نظام کے نفاذ کا مکمل اختیار دیا جائے۔ بیرون سے مسلط شدہ کٹھ پتلی حکمرانوں کو بہادر قوم کسی صورت تسلیم نہیں کرے گی، حالیہ 20 سالوں کا تلخ تجربہ اور مشاہدہ سب کے سامنے ہے، اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

☼☼☼☼

افغان عوام پر بدترین وحشت اور عالمی برادری کی دردناک خاموشی

تحریر: حسن مومند

محترم قارئین کے علم میں ہوگا کہ استعماری قوتوں کی پشت پناہی سے بہرہ ور کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کی جانب سے مظلوم عوام پر رواں دنوں وحشت میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے۔ آزاد میڈیا کی مستند رپورٹوں کے مطابق تقریبا گزشتہ چار ہفتوں میں جنگی جرائم کے تسلسل میں ملک کے اندر عوام پر 107 چھوٹے بڑے حملے اور بمباریاں ہوئی ہیں جن میں بچوں، خواتین اور معمر افراد سمیت 135 شہری شہید اور 127 افراد زخمی ہوئے ہیں۔ معلومات کے مطابق ان 107 حملوں کے علاوہ جو عوام پر ہوئے ہیں متعدد چھاپوں میں 70 سے زائد افغان شہری گھروں سے اٹھائے گئے ہیں اور جیلوں کی نذر کر دیئے گئے ہیں۔ ان بمباریوں، میزائل اور بم حملوں کے نتیجہ میں عوام کے 230 سے زائد گھر اور دکانیں تباہ ہوئی ہیں، چار مساجد شہید ہوئی ہیں۔ ایک ہسپتال تباہ ہوا ہے اور عام لوگوں کی بیس سے زائد موٹر سائیکلیں بھی تباہ ہو گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی متعدد گھروں سے لوگوں کا قیمتی ساز و سامان لوٹ لیا گیا ہے اور لوگوں کو مارا پیٹا گیا ہے۔ اور یہ سب کچھ ایک دفعہ نہیں کہ بس ہوا اور ختم ہو گیا بلکہ ہر دوسرے تیسرے دن چھاپوں اور وحشتناک بمباریوں کا سلسلہ ہوتا ہے جو دسیوں بے گناہ لوگوں کے لئے جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

سوشل میڈیا کے ہوتے ہوئے عوام کا یہ قتل عام زیادہ دیر تک خفیہ نہیں رہ سکتا، اس لیے مجبور اعالمی میڈیا ان کے گھرانوں سے رابطہ کر کے اسے نشر کرتا ہے جس سے پھر دنیا افغانستان کی موجودہ حالت سے آگاہ ہوتی ہے، مگر افسوس کا مقام ہے کہ مظلوم عوام کے خلاف اس بدترین وحشت پر پوری مہذب دنیا خاموش ہے، عالمی برادری کی طرف سے کوئی مذمت ہوتی ہے اور نہ ہی عالمی ذمہ دار اداروں کی جانب سے کوئی رد عمل سامنے آتا ہے۔ حالانکہ یہ سب وحشت بھرے واقعات جو کابل انتظامیہ نے اپنے آقاؤں کی پشت پناہی اور نگرانی میں بپا کیے ہیں مستند ہیں کیونکہ ہر واقعہ کے بعد اسی علاقہ کے لوگ احتجاج کرتے ہیں۔ شہداء کی لاشیں لے کر بڑی شاہراہوں اور بازاروں میں دھرنا دیتے ہیں۔ دھرنے کے شرکاء کو جب میڈیا سے بات کرنے کا موقع ملتا ہے یا دھرنے میں خطاب ہوتا ہے تو وہ لوگ بڑی وضاحت اور صراحت سے کابل انتظامیہ کی وحشت کے قصے سناتے ہیں اور ببانگ دہل چیلنج کرتے ہیں کہ یہ ظالم لوگ آ کر دیکھ لیں کہ جن کو انہوں نے مارا ہے یہ طالبان ہیں یا اس قوم کے بڑے بوڑھے، بچے، خواتین اور مدرسہ، سکول اور کالج میں پڑھنے والے طالب العلم؟ جب علاقہ کے سب لوگ یہ کہتے ہیں کہ سب مقتولین علاقہ ہی کے باشندے ہیں لاشیں بھی سر بازار رکھی گئی ہیں، قومی اور بین الاقوامی میڈیا کو دعوت بھی دی جاتی ہے کہ آ کر تحقیق کر لیں اور بچشم خود ملاحظہ کر لے تو اس سے زیادہ مستند اور کونسی بات ہو گی؟

اب تو ملکی میڈیا کے ٹاک شوز میں غیر جانبدار تجزیہ کار سب سے زیادہ کابل انتظامیہ پر تپے ہوئے ہیں، اس پر سخت تنقید کرتے ہیں۔ اور ڈنکے کی چوٹ پر یہ بات کرتے ہیں کہ ان کارروائیوں اور بمباریوں میں نشانہ بننے والے سب لوگ عوام اور مقامی باشندے ہیں، جن میں بچے، بوڑھے، خواتین، مدرسہ اور سکول و کالج کے پڑھنے والے بچے اور اساتذہ شامل ہیں۔

گھر مساجد، اسکول، بازار، مدارس، ہسپتال تو پہلے سے نشانہ بنتے تھے اب تو رفاہی اداروں کو بھی بمباری کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور جلا کر خاکستر کر دیا جاتا ہے۔

اب پوری دنیا کی توجہ امارتِ اسلامیہ کی جانب ہے۔ امریکا سمیت کوئی بھی ملک کابل انتظامیہ کے منصوبوں پر توجہ نہیں دیتا، اور ان کے کسی منصوبہ سے آگہی کو وقت کا ضیاع سمجھتا ہے۔

نہ تو اب کابل کی جانب بیرونی افراد کے وہ گرم دورے ہوتے ہیں اور نہ ہی بیرون ممالک میں افغانستان کے اندر جنگ کو گرمانے کے لئے وہ کانفرنسیں ہو رہی ہیں جن میں اشرف غنی اور عبداللہ شرکت کرتے تھے اور پھر مہینوں مہینوں ان اجلاسوں سے حاصل ہونے والی کاغذی کامیابیوں کی گیت گاتے تھے، اور نہ ہی امریکا اور نیٹو کے رکن ممالک کی جانب سے تازہ دم سپاہ کے بھیجنے کے وعدے ہیں، بلکہ اب تو خود امریکا اور نیٹو کا انخلا بڑی تیزی سے جاری ہے۔

چونکہ غلام انتظامیہ کو امارتِ اسلامیہ کی سیاسی اور عسکری پیش قدمی ایک آنکھ نہیں

بھاتی اور ساتھ ہی طالبان کے تابڑ توڑ حملوں کا دفاع بھی نہیں کر سکتی اس لئے اپنی شکست کا انتقام عوام سے لیتی ہے اور رات کو چھاپوں اور بمباری کے ذریعے مرد وخواتین، جوان، بچے اور بوڑھے کا امتیاز کئے بغیر بڑے بہیمانہ طریقہ سے قتل عام کرتی ہے اور پھر اعلان کرتی ہے کہ ہم نے اتنے طالبان کو مارا ہے، حالانکہ روزانہ کے حساب سے ان کے چھاپوں اور بمباری کے فورا بعد عوام ان کے خلاف احتجاج کرتے ہیں، جنازوں کو سڑکوں اور بازاروں میں رکھ کر دھرنا دیتے ہیں، مگر ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ زیادہ سے زیادہ اگر کوئی اقدام کیا تو بس اتنا سا کہ ہم واقعہ کی تحقیقات کریں گے۔

غیر ملکی افواج اور کابل انتظامیہ ہمارے عوام کا اس لئے قتل عام کر رہے ہیں کہ ان کے دلوں میں شدید نفرت کر رہے ہیں۔ ہمارے غیور عوام ان کی شبانہ روز مذمت کرتے ہیں اور مقابل میں امارتِ اسلامیہ کی دل وجان سے حمایت کرتے ہیں تعجب کی بات مگر یہ ہے کہ مغربی دنیا کی وہ اقوام جو اپنے کو انسانی حقوق کے دفاع کے علمبر دار سمجھتی ہیں-اور اپنے ممالک میں ریاست کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں- یہاں اس بدترین وحشت پر نہ صرف یہ کہ خاموش ہیں بلکہ اس وحشت میں اپنی مالی اور سیاسی معاونت کی وجہ سے ایک گونہ شریک جرم بھی ہیں۔

مغرب کی اس شرمناک خاموشی سے زیادہ قابل افسوس اقوام متحدہ کی خاموشی ہے۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے 2001 میں افغانستان کے اندر شہری نقصانات کے سد باب کے لئے اور دیگر انسانیت سوز جرائم کے خاتمہ کے لئے ایک دفتر (یوناما) کھول دیا-یہ دفتر اگرچہ وقتاً فوقتاً شہری نقصانات کے حوالہ سے ایک آدھ دفعہ آواز بھی اٹھاتا ہے اور رپورٹیں بھی نشر کرتا ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس عمل میں بھی وہ غیر جانبدارانہ روش نہیں اپنا سکا اسی لئے ان کا سب کچھ صرف رپورٹوں تک محدود ہوتا ہے اور کوئی خاطر خواہ فائدہ سامنے نہیں آتا۔ شہری نقصانات کا ابھی تک سد باب ہوا ہے اور نہ ہی اس حوالہ سے کوئی مفید اقدام اٹھایا گیا ہے جو بلاشبہ مظلوم افغان ملت کے ساتھ عالمی برادری کی عظیم جفاکاری ہے۔ دنیا کے سب سنجیدہ اور حالات کا ادراک کرنے والے مسلمان یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ امریکا اور مغرب مسلمانوں کو انسان کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ انسانی حقوق کے تحفظ اور انسانیت دوستی کے لئے وضع کئے گئے قوانین مسلمانوں کے لئے نہیں ہیں۔ اور نہ ہی اسلامی دنیا میں ان کا نفاذ مطلوب ہے بلکہ یہ سب کچھ مغرب کے لئے ہیں اور وہیں پر نافذ کئے جاتے ہیں۔

ہم جب افغانستان میں گزشتہ بیس سال کے اندر غاصب مغربی افواج اور ان کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے بے گناہ مسلمانوں کے مسلسل قتل عام اور بے تحاشا وحشت پر مغربی ممالک اور مغربی اداروں کی خاموشی کو دیکھتے ہیں تو یہ سوچ سو فیصد درست ثابت ہوتی ہے کہ مغرب مسلمانوں کو انسانوں کی نگاہ سے نہیں دیکھتا، سب افغان عوام اس بات پر متفق ہیں کہ شہری نقصانات، بمباری، رات کے چھاپوں، شبینہ کارروائیوں اور توپوں کے اندھا دھند گولے داغنے سے سامنے آتے ہیں جو بیرونی اور کٹھ پتلی افواج کی مشترکہ کارروائی سے ہوتے ہیں۔

مگر (یوناما) کی ہر سہ ماہی اور ششماہی رپورٹ بیرونی افواج اور کابل انتظامیہ کی ان وحشتوں کو یکسر نظرانداز کردیتی ہے وہ ہر رپورٹ میں استعماری طاقتوں اور کابل انتظامیہ کو نظرانداز کر دیتا ہے یا پھر بہت کم فیصد میں اس کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اس کی جگہ کوشش یہ کرتا ہے کہ ان سب نقصانات کے تانے بانے طالبان سے جوڑ دے اور یوں ظاہر ہو جائے کہ یہ سب کچھ طالبان کا کیا دھرا ہے۔ باوجودیکہ طالبان نہ کبھی بمباری کرتے ہیں-اور نہ ہی راتوں کو چھاپے مارتے ہیں اور نہ ہی عوامی گھروں پر گولے داغتے ہیں۔

زیادہ دور نہیں جاتے، جب سے طالبان نے الفتح کے نام سے آپریشن کا اعلان کیا ہے کوئی دکھائے کہ طالبان کی جانب سے ایک بھی شہری قتل کیا گیا ہو یا افغانستان کے کسی گوشے اور کنارے پر ان کے خلاف احتجاج ہوا ہو، جبکہ برعکس استعماری طاقتوں اور کٹھ پتلی انتظامیہ کے خلاف روزانہ عوام نکلتے ہیں اور احتجاج کرتے ہیں۔

کابل انتظامیہ کی حمایت کے لئے تربیت یافتہ ضمیر فروش ہو یا داخان مینہ پال جیسے بے حیا ترجمان ہو، کوئی ایک تو ایک چھوٹا سا ثبوت پیش کرے جس میں مقامی لوگ طالبان کے خلاف کسی شہری کے قتل کا دعوی تک کر رہے ہوں یا ان کے خلاف آواز اٹھائی ہو۔

امریکا جو کسی بھی عالمی ادارے کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ افغانستان میں امریکی افواج کے بدترین جنگی جرائم کی آزادانہ تحقیقات کرلے اس لئے یہ کہنا بھی بالکل بجا ہوگا کہ یوناما کی رپورٹیں بھی ایسے ہی ایک دباو کا نتیجہ ہے جو بہت ہی افسوس کا مقام ہے، سچی بات یہ ہے کہ امریکا طاقت کے بل بوتے پر اقوام متحدہ اور بالخصوص سلامتی کونسل کی غیر جانبدارانہ دعووں کو مخدوش کرتا ہے اور ان کے کردار پر اسی وجہ سے سوال اٹھتے ہیں، اقوام متحدہ اگر واقعی آزاد ہے تو اسے امریکی دباو سے اب بالکل نکلنا ہوگا۔

سلامتی کونسل کے فیصلے اگر واقعی امریکی حکم پر نہیں ہوتے تو افغانستان کے اندر عوام کے قتل عام پر سنجیدہ توجہ کیوں نہیں دی جاتی؟ شہری نقصانات کے خاتمہ کے لئے سنجیدہ اقدامات کیوں نہیں اٹھائے جاتے؟ انہیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری ذمہ دارانہ طریقہ سے نبھائے اور افغانستان میں مجرموں کی نشاندہی کر کے انہیں مکافات عمل سے دوچار کردے۔ افغانستان کے مظلوم عوام پوری مہذب دنیا سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس وحشت اور درندگی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے ممالک پر دباو ڈالیں تاکہ وہ افغانستان سے بلاقید وشرط اپنی افواج کا جلد سے جلد انخلاء کرلیں اور افغانوں کو چھوڑدیں کہ وہ اپنے فیصلے خود کریں۔

☼☼☼

شہید امیر المومنین ملا اختر محمد منصور کا تاریخی کردار

تحریر: عبدالرحیم ثاقب

امارت اسلامیہ کو اپنے قیام کے پہلے دن سے کچھ ایسے سنگین واقعات کا سامنا کرنا پڑا ہے اگر اس کی قیادت کے دانشمندانہ فیصلے نہ ہوتے تو اس کے جہادی پیروکار بیرونی جارحیت کے خلاف آج اس طرح کی غیر معمولی مزاحمت کی صلاحیت نہ رکھتے۔

طالبان کی اسلامی تحریک کے ابتدائی دنوں (اگست 1995) میں مغربی صوبوں میں طالبان کے اہم اور دلیر کمانڈر ملا محمد اخوند کی شہادت کا سانحہ۔ پھر ایک سال بعد (ستمبر 1996) میں فتح کابل کے موقع پر طالبان کے سب سے طاقتور کمانڈر ملا بور جان کی شہادت کا سانحہ اور سب سے بڑھ کر جولائی 2015 میں طالبان کی اسلامی تحریک کے بانی ملا محمد عمر (مجاہد) کے سانحہ ارتحال کا تکلیف دہ اعلان، وہ دلخراش واقعات ہیں جو امارت اسلامیہ کے تاریخی ادوار میں ہولناک سانحات قرار دیے جا سکتے ہیں۔

پہلے دو واقعات امارت اسلامیہ کے بانی ملا محمد عمر (مجاہد) کی زندگی اور قیادت کے دوران پیش آئے تاہم امارت اسلامیہ کے حامی اپنی قیادت کی وجہ سے مطمئن تھے۔

لیکن امارت اسلامیہ کے بانی کا سانحہ ارتحال اور وہ بھی ایک ایسے وقت میں کہ ان کے دونوں جہادی نائبین مرحوم ملا عبید اللہ اخوند اور ملا عبدالغنی برادر حفظہ اللہ جیلوں میں تھے، بلاشبہ ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کے لئے ناقابل برداشت المیہ تھا۔

تاہم ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ نے امارت اسلامیہ کے جہادی مشن میں اس مشکل ترین مرحلہ کو اس طرح عبور کیا کہ غیر ملکی جارحیت کے خلاف جہادی مزاحمت کی صف غیر منظم ہوئی اور نہ ہی قابض افواج کے خلاف جہادی کارروائیوں میں کوئی کمی آئی۔

جی ہاں! شہید امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کو ملک کے انتہائی حساس مرحلے میں امارت اسلامیہ کی قیادت اور بین الاقوامی فوجی اتحاد کے خلاف جہادی مزاحمت کی کمان سونپی گئی، لیکن انہوں نے اپنی بصیرت اور دور اندیشی سے اس طرح قیادت سنبھالی کہ دوست اور دشمن سب نے ان کی کامیاب حکمت عملی اور دانشمندانہ اقدامات کا اعتراف کیا۔

جب امارت اسلامیہ کی قیادت شہید امیر المومنین کے حوالے کی گئی تو امارت اسلامیہ بیک وقت دو محاذوں پر دشمن کے خلاف برسرپیکار تھی۔

ایک طرف جدید ہتھیاروں سے لیس امریکی اور نیٹو افواج کے خلاف نبرد آزما تھی اور دوسری طرف داعش کی شورش کو کچلنے اور اس فتنہ کی سرکوبی میں مصروف تھی۔

لیکن اللہ کی مدد اور اپنی دانشمندی اور جہادی بصیرت سے وہ دونوں محاذوں پر تاریخی کردار ادا کرنے میں کامیاب ہوئے اور دشمنوں کو منہ توڑ جواب دیا۔

اسی دوران امیر المومنین ملا اختر محمد منصور شہید نے بڑی دانشمندی اور دور اندیشی کے ساتھ امارت اسلامیہ کی صف کو تقسیم ہونے سے بچایا اور دشمن کی تمام سازشوں کو ناکام بنایا۔

اگرچہ شہید امیر المومنین کے دور امارت کا وقت بہت مختصر تھا لیکن مختصر عرصے میں انہوں نے تاریخی کارنامے انجام دیئے جن کے ثمرات سے آج تک مجاہدین مستفید ہو رہے ہیں۔

اس مختصر عرصے کے دوران انہوں نے مزاحمتی صف کے اندرونی اتحاد کو مضبوط کیا، عسکری حکمت عملی کے تحت حملہ آوروں کے خلاف رابطہ کار اہل کاروں کے ذریعے کارروائیوں کا آغاز کیا اور سیاسی لحاظ سے خطے اور دنیا کے ساتھ امارت کے سفارتی تعلقات کو استوار کیا۔

اسی وجہ سے دشمن نے انہیں اپنے لئے بڑا خطرہ قرار دیا اور انہیں فوراً ختم کرنے کی کوشش کی۔

ملا اختر محمد منصور شہید نے امت مسلمہ کی دیگر تاریخی شخصیات کی طرح اپنے دین اور نظریے کے دفاع میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا، اور اس طرح انہوں نے اپنے رب اور دین کے حوالے سے سپرد کی گئی ذمہ داری احسن طریقے سے نبھائی۔

وہ اپنی تاریخی ذمہ داری نبھانے میں کامیاب ہو گئے کیوں کہ ایک مقدس راہ میں جام شہادت نوش کرنا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جو اللہ کے خاص بندوں کو عطا کیا جاتا ہے۔

شہید امیر المومنین آج جسمانی طور پر ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لیکن ان کے جہادی کارنامے ہمیشہ کے لئے اسلامی تاریخ کے دل میں قائم رہیں گے۔

اسی لئے حافظ شیرازی نے کہا:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور شہید ایک تاریخ ساز رہبر

تحریر: احمد عزام

دنیا میں ایسی تحریکیں اور تنظیمیں ہیں جن کے بانی اور پہلے رہنما کی وفات اور شہادت کے بعد وہ مکمل طور پر ختم ہوگئیں یا اتنی کمزور ہوگئیں اور ان کے ساتھی اتنے مایوس ہوگئے کہ پھر تحریک کی تنظیم نو، دشمن کے خلاف مزاحمت کرنے، محاذ کو گرم رکھنے اور تنظیمی کارکنوں کے اندر جذبات، جوش اور ولولہ پیدا کرنے کی کوششیں نہ ہونے کے برابر رہ گئیں، اس لئے دشمن بھی انتقام لینے اور اسے کچلنے کے لئے موقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کو اتنا کمزور کرتا ہے کہ پھر اس کا دوبارہ اٹھنا ناممکن ہوتا ہے۔

لیکن دوسری طرف دنیا میں ایسی تحریکیں گزری ہیں یا چل رہی ہیں جو بانی کی موت کے بعد سے معدوم نہیں ہوئیں بلکہ ہر لحاظ سے مضبوط ہوئیں اور مزید ترقی کر رہی ہیں۔ ان تحریکوں میں سے ایک تحریک امارت اسلامیہ افغانستان ہے، اس تحریک کے بانی جغرافیائی لحاظ سے ایک ایسے ملک کے شہری تھے جس کی غربت کی مثال دنیا میں نہیں ملتی، وہ ایک ایسے جنگ زدہ ملک کے شہری تھے جو ترقی کی راہ میں رکاوٹ تھی، میرا مطلب امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ہیں، جنہوں نے ملک کو تقسیم ہونے سے بچایا اور اس میں اللہ کا قانون نافذ کیا، ملک کو امن کا گہوارہ بنایا، فساد و فتنہ کا خاتمہ کیا، اسلامی نظام کے ثمرات سے ملک کے بیشتر شہری مستفید ہوئے، انہوں نے لاکھوں شہداء کی امنگوں کے مطابق ایک ایسا قانون نافذ کیا جس کا موجودہ زمانے میں کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، لیکن استعماری قوتوں نے عالم اسلام کے غداروں کے ساتھ مل کر اسلامی ملک پر حملہ کیا اور اسلامی نظام کا خاتمہ کر دیا، دنیا نے ملا محمد عمر اور ان کے ساتھیوں کو قصہ پارینہ قرار دیا اور ان کا دوبارہ اٹھنا ناممکن سمجھا لیکن ان کی قیادت میں مجاہدین نے ملک بھر میں جارحیت کے خلاف مزاحمت کا آغاز کیا اور فتوحات کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا، ملک کے بیشتر علاقوں پر مجاہدین نے دوبارہ اپنا کنٹرول حاصل کیا تاہم یہ امر مسلم ہے کہ زمین پر موجود ہر زندہ انسان موت کا مزہ چکھے گا، اس لئے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا اور اس فانی دنیا سے رحلت کر کے اپنے حامیوں کو داغ مفارقت دے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

استعماری قوتوں اور ان کے حلقہ بگوش غلاموں نے ان کی موت کو ایک موقع سمجھا اور امارت اسلامیہ کی پاکیزہ اور مقدس تحریک کو تقسیم کرنے کی مذموم کوشش شروع کر دی لیکن امیر المومنین نے اپنے مبارک ہاتھ سے جس تحریک کی بنیاد رکھی تھی، ان کے نائب ملا اختر محمد منصور نے اس کا علم بلند رکھا اور دشمنوں کی تمام سازشوں کو ناکام بنایا، جس سے دشمن مایوس ہوا، منصور صاحب خلوص نیت اور دیانتداری کے ساتھ اس تحریک کی قیادت کر رہے تھے لیکن مکار دشمن نے ان کی دانائی، بصیرت اور ساتھیوں کو متحد رکھنے کا ہنر برداشت نہیں کیا اور منصور صاحب کو شہید کرنے کے درپے ہوا، اگرچہ دشمن نے بظاہر اپنا ہدف حاصل کیا اور منصور صاحب کو بڑے ظلم اور بے دردی سے شہید کر دیا لیکن امریکہ نے اختلاف ڈالنے کا جو خواب دیکھا تھا وہ پورا نہیں ہوا۔

شہید منصور صاحب بلاشبہ ایک متحرک آدمی تھے، انہوں نے امارت کے تمام اداروں کے نظم و ضبط کے لئے اصول اور ضوابط کا مسودہ تیار کیا، عسکری لحاظ سے مجاہدین کے مخصوص یونٹوں کا قیام عمل میں لایا جن کی ضرورت محسوس ہوتی تھی، اس نظام کا ایک اہم ستون انٹیلی جنس کمیشن قائم کیا، بین الاقوامی برادری کے ساتھ سیاسی تعلقات استوار کئے، تمام تر مشکلات کے باوجود ملک کے اندر رہتے ہوئے پڑوسی اور علاقائی ممالک کے کامیاب دورے کئے جس سے دشمن خوفزدہ ہوا اور انہیں احساس ہوا کہ منصور صاحب ہمارے تمام منصوبوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں، ان کا خیال یہ تھا کہ منصور صاحب کی شہادت کے بعد امارت اسلامیہ میں کوئی ایسا رہنما نہیں ہوگا جو مجاہدین اور عوام کو متحد رکھ سکیں گے۔

منصور صاحب بہت مطمئن تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ امارت اسلامیہ کی صف الولاء و البراء کے نظریے پر قائم ہے، جی ہاں، امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور منصور صاحب شہید نے اپنی افواج کو ایک سوچ اور ایک نظریے کا درس دیا تھا اور انہیں یہ سمجھایا تھا کہ علماء کرام ہمارے لئے مشعل راہ ہیں، ان کے فیصلوں کا احترام کرنا چاہئے، انہوں نے مجاہدین کے دلوں میں شہرت، عزت اور منصب کی تمام خواہشات کو ختم کر کے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق چلنے، اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح نبھانے، اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے اتحاد کو برقرار رکھنے کا سبق دیا تھا، اسی طرح انہوں نے یہ بھی ہدایت کی تھی کہ اپنے آپ کو تکبر، غرور، نسلی، لسانی اور فرقہ وارانہ تعصبات اور اختلافات سے بچانا ضروری ہے، یہ وہ وجوہات تھیں کہ محبوب قائد کی شہادت کے بعد امارت ختم یا کمزور ہونے کے بجائے پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہوگئی۔

ان کی شہادت یقیناً امت اور قوم کے لئے بہت بڑا صدمہ تھا، ان کا خلا دیر تک پر نہیں ہو سکتا لیکن ان کی شہادت سے کسی کے حوصلے پست ہوئے اور نہ ہی جدوجہد پر منفی اثر پڑا، کیونکہ منصور صاحب نے مجاہدین کو یہ نظریہ دیا ہے کہ ہمارے اہداف ہماری زندگی اور جان سے زیادہ قیمتی ہیں اور ایسی قربانیوں کے قابل ہیں، منصور صاحب کی قربانی ایک بہتر اور روشن مستقبل کے لئے تھی، ہاں منصور صاحب کی قربانی تاریخ کے صفحات میں ناقابل فراموش قربانی ہے، تاریخ میں امیر المومنین شہید لکھا جائے گا، امیر المومنین شہید تقبلہ اللہ کی عظیم قربانی نے استعمار کا غرور خاک میں ملا دیا۔

امیر المومنین رحمہ اللہ کے کچے مکان تک سفر کی روداد

تحریر: قاری عبدالستار سعید

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے بارے میں کتاب لکھتے وقت میرے دل میں ایک بار خیال آیا کہ امیر المومنین کی رہائش گاہ کا دورہ کروں جہاں انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سال گزارے اور پھر قارئین کے ساتھ آنکھوں دیکھا حال شیئر کروں۔

28 ستمبر 2018 کی شام کو میں اپنے ایک ہمسفر ساتھی کے ساتھ قندھار شہر سے صوبہ زابل کی طرف اپنی گاڑی میں روانہ ہوا، میں گاڑی کی اگلی سیٹ پر بیٹھا، صوبہ قلات کے دو افراد جن میں ایک بیمار نوجوان اور دوسرا معمر شخص تھا، پیچھے والی سیٹوں پر بیٹھ گئے، یہ سفر میرے لئے نہایت دلچسپ اور ولولہ انگیز تھا کیونکہ میں ایک ایسی جگہ جا رہا تھا جس کو دیکھنے کے لئے میرا دل کافی عرصہ سے تڑپ رہا تھا، دامان کی حدود میں داخل ہوا تو سڑک کے کنارے پر جگہ جگہ خربوزوں کے ڈھیر پر میری نظر پڑی، ہم نے بھی ایک جگہ کچھ خربوزے خریدے، ضلع دامان میں ایک سپاہی نے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا، ہم نے گاڑی روک دی، اس نے کہا کہ میں نے شہر صفا چیک پوسٹ تک جانا ہے، اس کو گاڑی میں بٹھایا، اس کے گلے میں سبز رنگ کی تسبیح اور حلیہ دیکھ کر محسوس ہوا کہ وہ نشئی ہے، راستے میں وہ کبھی میٹھی اور کبھی تکلیف دہ باتیں کرتا تھا، اس نے شہر صفا سے تعلق رکھنے والے ایک قیدی طالب کی کہانی بھی سنائی جس نے کچھ دن پہلے اس ضلع میں فوجیوں پر حملہ کیا تھا اور چوبیس گھنٹے تک مقابلہ کیا تھا، سپاہی نے دلچسپ انداز سے کہانی سنائی جس سے ہم بہت محظوظ ہوئے، اس نے کہا کہ وہ طالب بہت دلیر تھا، اس کے دل میں ہار ماننے کا کوئی تصور بھی نہیں تھا، قندہار اور قلات سے آئے ہوئے اسپیشل فورس کے کمانڈو تھک گئے لیکن وہ لڑتا رہا، آخر کار اس کو خاموش کرنے کے لئے اس مکان پر بمباری کی گئی جہاں اس نے مورچہ سنبھالا تھا اور فائرنگ کر رہا تھا، بہر حال وہ سپاہی شہر صفا سے پہلے ایک چیک پوسٹ پر اترا اور ہم قلات گئے، وہاں پر وہ دوسرے دو افراد بھی اتر گئے۔

عصر کے وقت ہم قلات شہر سے جنوب کی طرف روانہ ہوئے، دریائے ترنک پر پل عبور کیا، پولیس کی چوکیوں سے گزر گئے، راستے میں عصر کی نماز پڑھی، پھر ضلع سیوری کی طرف چل پڑے، ضلع سیوری کوہ سور غر کے دامن میں واقع ہے، امریکیوں نے ضلعی مرکز تک پختہ سڑک تعمیر کی تھی، ان کا وہاں پر پہلے ایک بڑا فوجی اڈہ اور ائیر پورٹ تھا، یہ صوبہ زابل میں ان کا سب سے بڑا فوجی اڈہ تھا۔

ضلعی گورنر ہاوس پہنچنے سے قبل ہم دائیں طرف مڑ گئے، ہمسفر اور راہبر ساتھی نے بتایا کہ اب طالبان کا علاقہ شروع ہوا، پہلے لوڑگئی گاؤں آیا جو بہت پرانا گاؤں تھا، چھوٹی چھوٹی دیواروں پر مشتمل گھر اور چاروں اطراف انگور کے باغات تھے، گاؤں سے گزرنے کے بعد مغرب کی نماز ویرانے میں ادا کی۔ کافی مسافت طے کرنے کے بعد ایک بڑے گاؤں میں داخل ہوئے، اس گاؤں کو عمرزئی کہا جاتا ہے جہاں ملا محمد عمر مجاہد نے اپنی زندگی کے آخری سال گزارے۔

گاؤں کی گلیوں میں بچے گھروں کی جانب بھاگ رہے تھے، کچھ مال مویشی کو اپنے گھروں کی طرف لا رہے تھے، کسان بھی ادھر ادھر نظر آئے، ایک گھر کے سامنے ہم رک گئے، چھوٹی بچیوں اور بچوں کا گروپ گاڑی کے پاس جمع ہوا، میں گاڑی سے اترا تو سامنے گھر کے مہمان خانہ کی طرف میری رہنمائی کی گئی، یہ ایک الگ مکان تھا جس کی جنوب میں کشمش کا باغ تھا، کونے میں ایک گیراج اور شمال کی طرف خوبصورت انداز سے بنایا گیا کمرا تھا جس کے سامنے ایک برآمدہ تھا، کمرے کو رنگ دیا گیا تھا اور اینٹوں کا بنا ہوا تھا، یہ وہ کمرہ تھا جہاں ملا محمد عمر مجاہد امریکی حملے کے دوران قندھار سے پہلی بار زابل آیا تھا تو اس کمرے میں داخل ہوا تھا اور یہاں پر زابل کے مجاہدین کے رہنماؤں سے ملاقات کی تھی۔

عشاء کے بعد میزبانوں سے نشست کا اہتمام ہوا، ہم سفر ساتھی نے گاڑی سے قندھار کے ضلع دامان میں خریدا گیا خربوزہ اٹھایا، اس نشست میں ہم نے مختلف امور پر گفتگو کی، اس گاؤں کو عمرزئی کہا جاتا ہے، جس میں 120 گھر آباد ہیں، اس گاؤں میں ایک مسجد ہے، بیشتر لوگ انگور کے باغات کے مالک ہیں اور کشمش بیچتے ہیں، اس گاؤں کے 30 افراد امریکہ کے خلاف جہاد میں شہید ہوئے ہیں، اگلے دن ہم ان کے قبرستان گئے، اس گاؤں کے لوگ غریب لیکن سچے مسلمان ہیں، یہی وجہ ہے کہ امریکی ان سے زیادہ نفرت کرتے تھے اور ہمیشہ ان پر دباؤ ڈالنے کے لئے چھاپے مارتے تھے،

اس گاؤں کے چند کلو میٹر کے فاصلے پر امریکی فوجی اڈہ اور ضلعی مرکز واقع ہے، امیر المومنین رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے سات سال اسی گاؤں میں گزارے، امریکیوں نے اس دوران اسی گاؤں پر درجنوں بار چھاپے مارے اور 9 بار امریکی فوجیوں اور افغان اہل کاروں نے اس گھر پر بھی چھاپہ مارا جہاں امیر المومنین خود موجود تھے، لیکن ہر بار اللہ تعالی نے ان کی حفاظت فرمائی۔

یہ رات ہم نے یہاں پر گزاری، صبح دوست نے بتایا کہ چلو اس گھر کا معائنہ کرتے ہیں جہاں امیر المومنین نے زندگی کے آخری 8 سال رہائش پذیر تھے، گاؤں کی خاک آلودہ گلیوں، غربت زدہ بچوں اور چھوٹی دیواروں پر مشتمل گھروں کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ یہاں غربت نے ڈھیرے ڈالے ہیں، ایک دو گلیوں سے گزر کر ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، ایک نوجوان باہر نکلا، جس کے ساتھ ہم پہلے سے رابطے میں تھے، ہم ایک چھوٹے دروازے سے گھر میں داخل ہوئے، دائیں طرف قدرے اچھا کمرہ تھا، یہ اس گھر کا عمومی مہمان خانہ تھا، جب امیر المومنین کے نمائندے آتے تو یہاں کھانا کھاتے، امیر المومنین خود یہاں نہیں ٹھہرتے تھے، اس کمرے کے سامنے قبلہ رخ ایک اور دروازہ تھا، جہاں ایک کمرہ ہے اس کمرے میں امیر المومنین ابتدائی دور میں دو سال رہے اور احتیاطی روپوشی کے لئے اس میں ایک خفیہ جگہ بنائی گئی تھی۔

مہمان خانہ کے پیچھے شمال کی طرف ایک اور الگ جگہ ہے جس کا راستہ مہمان خانہ کی طرف سے دیا گیا ہے، یہاں ایک چھوٹا سا باغ ہے، جس میں پودے اور چھوٹے درخت لگے تھے، شمال کی طرف دو کمرے تھے، مغرب کی طرف ایک بڑا کمرہ تھا، یہ میزبان (ملا عبدالجبار عمری) کی رہائش گاہ ہے جہاں وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہتے تھے۔

اس سے متصل مشرق کی طرف ایک چھوٹا سا برامدہ تھا، جس کے سامنے ڈیڑھ میٹر پر مشتمل سبزہ زار تھا، برامدے کے اندر دروازہ تھا، یہ امیر المومنین رحمہ اللہ کا کمرہ تھا، تین میٹر پر مشتمل یہ چھوٹا سے کمرہ تھا جس میں قبلہ کی طرف لکڑی کی چارپائی پڑی تھی جس پر امیر المومنین رحمہ اللہ آرام فرماتے تھے جب کہ دیوار پر ان کے کندھوں اور سر کے نشانات اب بھی نظر آرہے ہیں، کمرے میں باتھ روم کے علاوہ بڑی مہارت سے سائیڈ پر روپوشی کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔

میں نے کمرے کی کچھ تصاویر کھینچ لیں اور بطور تبرک کچھ دیر کے لئے امیر المومنین رحمہ اللہ کی جگہ پر بیٹھ گیا، پھر خفیہ جگہ میں داخل ہوا جہاں امیر المومنین اور عمری صاحب چھاپے اور تلاشی کے دوران پناہ لیتے تھے، اس خفیہ جگہ کے اندر اندھیرا تھا، ایک نیزہ اب بھی وہاں پر پڑا ہے، میزبان کے مطابق امیر المومنین ہمیشہ اپنے پاس کوئی ہتھیار رکھتے تھے تاکہ امریکی فوجیوں کا سامنا کرنے کے وقت کام آسکے، امیر المومنین کی رہائش گاہ کے معائنے کے دوران جب ساتھی مجھے تفصیلات فراہم کر رہے تھے تو میں خیالات کے طوفانوں میں ڈوبا ہوا تھا، میں نہیں سمجھ رہا تھا کہ کس حالت سے دوچار ہوں، میں خاموش تھا، ایک صحافی اور مصنف کی حیثیت سے میرے دل میں سیکڑوں سوالات تھے، لیکن میں جذبات کے طوفان میں اتنا ڈوبا ہوا تھا کہ اگر ساتھیوں سے نہ شرماتا تو شاید زور زور سے رونے لگتا، میری آنکھ اشکبار تھی، دل چاہتا تھا کہ زار و قطار روتا رہوں کہ اے مادی دنیا کے باشندو! اے دین اور دیانت سے منکر اور اپنے جھوٹے منصوبوں اور وسائل سے مغرور طاقتو! اے دنیاوی لذتوں کے نشے میں دھت حکمرانو! اے ہوس، شہرت، لذت، دولت، مقام اور طاقت کے بندو! دیانت، تقوی، ایثار اور اللہ تعالی کے ساتھ سچی محبت کی داستان دیکھنے کے لئے یہاں آؤ، آؤ اور اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ دجال کے زمانے میں بھی خیر القرون کی مثالیں موجود ہیں۔

میرے سامنے اس تاریخ ساز شخصیت کا کچا مکان اور غریب مسکن تھا جن کے خلاف امریکہ، نیٹو سمیت 48 ممالک نے جنگ کا اعلان کیا تھا، وہ مسلم حکمران جو صرف اسلامی حکومت قائم کرنے کے جرم میں مجرم قرار دیا گیا تھا، جنہیں سلامتی کونسل کے چار مستقل ارکان نے متفقہ طور پر سزائے موت سنائی تھی، وہ مسلم حکمران جنہیں قتل کرنے کے لئے خطے کے 21 ممالک کے انٹیلی جنس ادارے درپے تھے، اور ان میں سے ہر ایک ادارہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ ان پر سی آئی اے نے جو انعام مقرر کیا ہے وہ اسے ملے۔

میرے سامنے اس کا ٹھکانہ تھا جن کے خلاف عسکری اور انٹیلی جنس جنگ کے علاوہ دنیا بھر کے تمام ریڈیو، ٹی وی چینلوں، اخبارات، فلم کمپنیوں اور حتی کہ ملک و خطے کے درباری علماء نے بھی پروپیگنڈا جنگ کا اعلان کیا تھا اور وہ سب یہ چاہتے تھے کہ انہیں بدنام کرنے کی مہم پر امریکی دجال سے ڈالر وصول کریں۔

دل چاہتا تھا کہ تخیل کی دنیا میں جارج بش، ٹونی بلیئر اور دیگر ظالموں کو بتادوں کہ آیئے اور دیکھئے، جس کو مارنے کے لئے آپ نے قسم کھائی تھی، اللہ تعالی نے حیرت انگیز طور پر آپ کے فوجی اڈے کے ساتھ آپ کے ضرر سے محفوظ رکھا۔

دل چاہتا تھا کہ اسد اللہ خالد، امر اللہ صالح، رحمت اللہ نبیل اور دیگر سی آئی اے کے غلاموں کو بلاؤں کہ آپ تو کہتے تھے کہ امیر المومنین پنجاب میں ہیں، کراچی میں زیر علاج ہیں، کوئٹہ میں وفات پا گئے، آؤ، دیکھو تمہاری آگ اور بموں کی بارش میں وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے پیارے وطن سے باہر نہیں گئے۔

دل چاہتا تھا کہ استاد سیاف اور شیرانی صاحب کو بھی آواز لگادوں کہ سیاست کے امام اور ظاہری علم و عقلیت کے ٹھیکہ دارو! آؤ کچھ دیر عشق اور ایمان کی داستان بھی سنو، ان کے ایمان، اخلاص اور عزم کی داستان پر ایک نظر ڈالو جو عصر حاضر کی عقل، سیاست اور بصیرت کے سانچوں میں فٹ نہیں ہوتی، آپ نے کہا تھا کہ امیر المومنین

رحمہ اللہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی، ان کی موت کس چیز سے واقع ہوئی، آؤ اور دیکھو کہ انہوں نے نظریے کی آزمائش کا پرچہ اس طرح پاس کیا ہے کہ مشرق سے مغرب تک مسلمان ان کے غائبانہ نماز جنازہ ادا کر رہے ہیں اور انہیں دیکھے بغیر ان کے عزم واستقامت کو سلام پیش کرتے ہیں۔

بہر حال میں اس مقام پر کھڑا تھا جہاں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتا تھا، جس کچے مکان سے امیر المومنین نے وقت کی طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کیا اور مجاہدین کی قیادت کی، اس پر تاریخ نازاں رہے گی، آئندہ نسلیں اس پر فخر کرتی رہیں گی، انہوں نے پرانے کچے مکان میں انتہائی درویشانہ زندگی گزاری، اس گھر میں انہوں نے تقریبا آٹھ سال گزارے، یہ اس امیر کا مسکن تھا جس نے اپنے شاہی محل، شاہی زندگی، اہلیہ، پیارے بچوں اور اقتدار کو اسلام کی سربلندی کے لئے قربان کر کے تاریخ رقم کی، انہوں نے صوبہ زابل کے ضلع سیوری میں تنہائی اور غربت کی زندگی اختیار کی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا اپنے آپ پر اور اپنے نفس پر مکمل کنٹرول تھا، ان آسائشوں اور شاہی پس منظر کو فراموش کرنا ہر کسی کی بس کی بات نہیں ہے، اس کے لئے عمری عزم چاہئے۔

امیر المومنین کے میزبان کے مطابق امیر المومنین کو دنیاوی لذتوں، خوراک اور آسائشوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، انہوں نے کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور بالآخر کم غذائیت کی وجہ سے جسم پر کمزوری چھاگئی اور تپ دق کی بیماری کی وجہ سے جسمانی طور بہت کمزور ہوگئے، وہ اللہ تعالی کے پاس صرف ہڈیاں اور ہڈیوں پر کھال لے کر گئے، انہوں نے وقت کے حکمرانوں کی طرح قوم کا لہو نچوڑ کر چربی کی تہیں اپنے جسم پر نہیں چڑھائیں۔

لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ جسمانی طور پر کمزور مگر ایمانی قوت سے مالامال شخصیت کو اللہ تعالی نے اتنا رعب دیا تھا کہ پوری طاغوتی دنیا ان کے خوف سے لرزاں تھی، انہیں اپنے دجالی عالمی نظام کے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا تھا، یہاں تک کہ نیٹو نے اپنے منشور کی اس شق پر کہ "مشترکہ دشمن پر مشترکہ طور حملہ کیا جائے گا"، صرف ملا محمد عمر مجاہد کی اسلامی حکومت کے خاتمے کے لئے اس پر عمل کیا اور مشترکہ طور پر افغانستان پر حملہ کیا۔

بہر حال، ہم امیر المومنین کی رہائش گاہ سے نکلے، اس کے قریب ایک اور گھر میں دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر تھوڑا سا آرام کیا، سہ پہر کے وقت اپنے دوست کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا اور سیر و تفریح کے لئے باہر نکلا، پہلے عمرزئی گاؤں کے قبرستان گیا، جہاں ایک جانب اسی گاؤں کے 21 شہداء مدفون ہیں، یہ اسی گاؤں کے نوجوان تھے جو قابض امریکی فوجیوں کے ساتھ 19 برس کے دوران جھڑپوں میں شہید ہوئے تھے۔

پھر ہم میزبان دوست کے انگور کے باغ گئے، ہم باغ میں تھے کہ دو چھوٹی بچیاں میزبان کے پیچھے آئیں جن کے ہاتھ میں ایک مرغی تھی جو ذبح کرنے کے لئے یہاں لائیں، مطلب رات کو اسی میزبان نے دعوت کا اہتمام کیا تھا۔

عصر کے وقت ہم باغ میں خوبانی کے درخت کے نیچے سبزہ زار میں بیٹھ گئے، میٹھے انگور کھائے، مغرب کی نماز باغ میں تالاب کے قریب ادا کی، میزبان نے امیر المومنین کے تاریخی واقعات بیان کئے، وہ امیر المومنین کو اب تک (ملا عبداللہ اخند) کہتا تھا، روپوشی کی زندگی کے پورے عرصے میں امیر المومنین کو میزبان نے یہی نام دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس گاؤں میں امیر المومنین صرف اللہ تعالی کے فضل و کرم اور اپنی کرامت سے محفوظ رہے، وہ سامنے امریکی فوج کا اڈہ نظر آرہا ہے، ہمارا گاؤں مجاہدین کا گڑھ ہے، یہاں سے ہر وقت امریکی فوجیوں پر حملے ہوتے تھے اور پھر وہ ہمارے گاؤں میں سرچ آپریشن کرتے۔ تاہم ان تمام کارروائیوں، چھاپوں اور تلاشیوں کے باوجود دشمن کو امیر المومنین کا سراغ نہیں مل سکا، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالی نے امیر المومنین کے راز کو ہمارے دلوں میں اس طرح محفوظ رکھا کہ اس راز سے باخبر ساتھی بھی آپس میں اس حوالے سے بات نہیں کرتے تھے، اس بات کو اس طرح نظرانداز کیا تھا کہ جیسے انہیں کچھ بھی پتہ نہیں ہے، اس لئے بھی کسی کو اس راز کا پتہ نہیں چلا۔

انہوں نے امیر المومنین کے نمائندوں کی آمد کی داستان سنائی، انہوں نے کہا کہ ایک دن امیر المومنین کا نمائندہ ملا عزیز اللہ اخوند آیا شدید برف باری کی وجہ سے زمین برف سے ڈھکی ہوئی تھی، واپسی پر ضلعی مرکز کے قریب پکی سڑک تک پیدل جانا ناگزیر تھا، میں بھی ان کے ساتھ گیا، وہاں پر امریکی فوجیوں کا قافلہ کھڑا تھا، ہم نے دوسرا راستہ اختیار کیا لیکن امریکیوں نے آواز لگائی، ملا عزیز اللہ اخوند کے پاس ایسی دستاویزات موجود تھیں کہ اگر وہ ان کی تلاشی لیتے تو ان دستاویزات کی مدد سے امیر المومنین کا ٹھکانہ معلوم کیا جاسکتا تھا، جب ہم امریکی فوجیوں کے قریب پہنچے تو میں آگے بڑھا اور جلدی سے انہیں بتایا کہ ہمارے گھر میں ایک مریض کو ایمرجنسی بنیاد پر دوائیوں کی ضرورت ہے، ہم ضلعی مرکز سے دوائی لینے جارہے ہیں، یہ بات سن کر انہوں نے ہمیں جانے کی اجازت دی اور تلاشی نہیں لی۔

ہم عشاء تک یہاں عمر ثالث کی یادوں سے محظوظ ہوتے رہے اور پھر میزبان کے گھر روانہ ہوئے۔

رحمه الله واسكن روحه في اعلى عليين

امیر المومنین ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ عزم، استقامت، توکل اور خلوص کا پیکر

تحریر: عبدالباقی حقانی

جب سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے، اس وقت سے آج تک اللہ تعالیٰ نے دنیا کو تضادات کا مجموعہ بنا رکھا ہے، مثال کے طور پر: روشنی کے ساتھ اندھیرا، خوشی کے ساتھ غم، صحت کے ساتھ بیماری، نیکی کے ساتھ برائی، اسلام کے ساتھ کفر، سنت کے ساتھ بدعت، انصاف کے ساتھ ظلم اور توحید کے ساتھ شرک موجود ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں مسلمان کی زندگی کو ایک آزمائش کا مرحلہ بنا دیا ہے، ایک اچھا مسلمان اس بات کا پابند ہے کہ وہ کفر اور برے کاموں کے خلاف جدوجہد کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا)۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر دور کے متکبر اور جابر کا غرور اور جبر جب انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو اس تکبر اور ظلم کو ختم کرنے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ اس وقت کے ایک پاک اور ایماندار مسلمان کا انتخاب کرتا ہے اور یہ مسلمان بظاہر مدمقابل کی نسبت بہت کمزور ہوگا، اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے تاکہ دنیا پر یہ واضح کرے کہ کامیابی کا دارومدار ظاہری وسائل پر نہیں بلکہ روحانی طاقت پر ہوتا ہے، جس کے ساتھ سب سے زیادہ روحانی طاقت ہوتی ہے وہ اپنے وقت کے بڑے ظالم اور جابر کا تکبر خاک میں ملا سکتا ہے اور اس کا ظلم ختم کر سکتا ہے۔

فرعون جیسا مغرور جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور کہتا تھا: (اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى)۔ اس کے تکبر کا پیمانہ یہ تھا جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے: (وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ)۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے متکبر اور ظالم کا مقابلہ اس موسیٰ علیہ السلام سے کیا جس نے اس کے گھر میں پرورش پائی تھی۔ نمرود کے تکبر کا مقابلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا، مکہ کے قریش کا ظلم جب انتہا کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا مقابلہ سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ ابوجہل کا خاتمہ اللہ تعالیٰ نے دو نابالغ بچوں سے کروایا۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر دور میں مغرور اور جابر کے مقابلے کے لئے ایک مخلص اور دیانت دار بندہ سامنے لاتا ہے، آج دنیا میں امریکہ کا ناجائز تسلط اور تکبر عروج پر پہنچ گیا ہے۔ اسلامی اور غیر اسلامی دنیا اس کی سازشوں سے بری طرح متاثر ہے، دنیا کی سطح پر اس کا کوئی مدمقابل نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق اپنے وقت کے عزم، ہمت، اخلاص، اللہ پر بھروسہ رکھنے والا طالب علم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نور اللہ مرقدہ کو اس کام کے لئے چنا۔ اگر ان کے درمیان موازنہ کریں تو ظاہری وسائل کے لحاظ سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے پاس ساز وسامان کی کوئی کمی نہیں ہے اور مدمقابل فریق کے پاس اطمینان بخش رات گزارنے کے لئے بھی جگہ نہیں ہے۔

تاہم وہ عظیم روحانی ہتھیار سے لیس تھے، اگرچہ بظاہر اس درویش رہنما کا لشکر دنیا کے وسائل کے لحاظ سے کمزور تھا لیکن ایمان اور اخلاص کی دولت سے مالامال تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے بارے میں فرماتا ہے: (وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا)۔ اللہ تعالیٰ کے طریقہ کار میں کبھی کوئی تغیر نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی سنت کو اس طرح بیان کرتا ہے: (كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ)۔ بارہا بڑی جماعت پر چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے غالب ہوئی ہے اور یہی بات دنیا نے دیکھی ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے پاس کتنے وسائل تھے اور اس کے مقابلے میں امیر المومنین رحمہ اللہ کی قیادت میں مجاہدین کے پاس کتنے وسائل تھے؟ نتیجہ بھی سب نے دیکھا کہ امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان میں ناکام ہو گئے جب کہ وہ درویش صفت رہنما ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور اس کے مجاہدین کامیاب ہو گئے۔

امیر المومنین رحمہ اللہ کے یادگار واقعات اور کارنامے ہر ایک کے پاس مختلف شکلوں میں محفوظ ہیں جو اس کے ساتھ رابطے میں رہا ہے، میرا بھی ان کے ساتھ ماضی میں رابطہ رہا ہے اور وقتاً فوقتاً ان سے مختلف امور اور معاملات پر تبادلہ خیال ہوتا رہا، وقت کی کمی کی وجہ سے میں یہاں بہت ساری یادوں کو بیان نہیں کر سکتا، تاہم ہمت اور توکل کا ایک یادگار واقعہ قارئین کی خدمت میں سبق کے طور پر ذکر کروں گا۔

"گزشتہ دور امارت کے ابتدائی دنوں میں جب میں خوست کا گورنر تھا۔ خوست کے اندر اور باہر مخالفین پروگرام کر رہے تھے جس سے ہمارے لئے مسائل پیدا ہو گئے، میں مشورہ کے لئے مرحوم امیر المومنین کے پاس گیا اور خوست میں بڑھتی ہوئی مشکلات سے انہیں آگاہ کیا، انہوں نے نہایت مختصر مگر پر مغز جملہ کہا "اپنی پوری کوشش کرو، ہم اپنی کوشش کرنے کے پابند ہیں، نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں، دین بھی اللہ کا ہے اور مخلوق بھی اللہ کی ہے۔"

ان کی مختصر گفتگو سے مجھے بہت حوصلہ اور اطمینان بخش جواب ملا، کیونکہ ان مختصر الفاظ میں انہوں نے شریعت کے دو بنیادی اصولوں کی طرف مجھے متوجہ کیا، ایک یہ کہ انسان اپنی ساری طاقت کو باطل کے خلاف استعمال کرے، تاکہ اس کی شرعی ذمہ داری پوری ہو جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا)۔ دوسرا یہ کہ انسان اپنے تمام معاملات اپنے حقیقی مالک کے سپرد کرے، اس پر توکل کرے اور اس کی مدد کے وعدوں پر بھروسہ کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ)، (وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ)۔ امیر المومنین رحمہ اللہ کی اس پر مغز گفتگو سے میری آنکھیں کھل گئیں، مجھے اطمینان ملا، ان کے مشورے سے میں آج تک فائدہ اٹھا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، ان کی امنگوں کو پورا کرے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاھد اور سیاسی قیدیوں کا مسئلہ

تحریر: محمد اللہ احساس

جنگ میں فریقین کے درمیان ایک دوسرے کو جانی نقصان پہنچانے کے علاوہ قیدیوں کی گرفتاری اور انہیں حراست میں رکھنا لازمی امر ہے۔

اگر آپ انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی کنونشن کی ماضی اور حالیہ رپورٹوں پر نظر ڈالیں تو بڑے فخر سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ملک کی جیلوں کی تاریخ میں امارت اسلامیہ کا دور اقتدار سنہری دور یاد کیا جاتا ہے جس میں اسلامی اور انسانی حقوق کے مطابق اور اسلامی قانون کے تحت قیدیوں کو سزا دی جاتی تھی، جس کی مثال سابقہ تنظیمی دور انتشار میں ملتی ہے اور نہ ہی اس سے قبل کمیونسٹ خلق اور پرچم کے سیاہ دور میں ملتی ہے، جب کہ جمہوری اور انسانی حقوق کے علمبردار امریکہ کے ظالمانہ دور جارحیت میں تو قیدیوں پر بدترین ظلم و تشدد کے حوالے سے تمام ریکارڈ توڑ دیئے گئے ہیں۔

امارت اسلامیہ کے سابقہ دور حکومت میں فتوحات کے دوران مخالفین کے جنگجو بڑی تعداد میں گرفتار ہورہے تھے، جنہیں ملک کی مختلف جیلوں میں دیگر مجرموں اور قانونی قیدیوں کے ساتھ انہیں سیاسی قیدیوں کی حیثیت سے قید کیا جاتا تھا، اور پھر امارت اسلامیہ کی عدالتوں میں ان کے کیسوں پر سماعت اور تحقیقات ہوتی تھیں۔

ان قیدیوں کے ساتھ امارت اسلامیہ کی قیادت اور خصوصا امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی پالیسی اور رویہ کیا تھا؟ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ اس وقت کے ایک ذمہ دار رہنما کا دلچسپ اور اہم واقعہ شیئر کروں۔

امارت اسلامیہ کی حکومت میں خوست اور لغمان کے گورنر مولوی محمد اسحاق اخندزادہ جو امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں اعلی سویلین اور فوجی عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں اور ڈیڑھ سال تک پنجشیر میں شمالی اتحاد کے سربراہ احمد شاہ مسعود کی جیل میں پابند سلاسل رہے، ان کا کہنا ہے کہ میں نے دونوں فریقین کی جانب سے سیاسی قیدیوں کے ساتھ سلوک دیکھا ہے جس میں زمین اور آسمان کا فرق تھا۔

انہوں نے کہا کہ جب ہمیں جبل سراج کی فرنٹ لائن میں گرفتار کیا گیا اور پھر پنجشیر میں قید کیا گیا تو ہم سمیت سیکڑوں طالبان سیاسی قیدی ہونے کے باوجود تمام بنیادی حقوق سے محروم تھے، ہمارے ساتھ جیل انتظامیہ کا سلوک انتہائی سخت اور تمام قوانین کے خلاف تھا، انسانی حقوق کے قوانین کی دھجیاں اڑائی جاتی تھیں اور تمام مسلمہ قوانین کے برخلاف ہمارے ساتھ غیر انسانی رویہ اختیار کیا جاتا تھا۔

انہوں نے کہا کہ کسی کو بھی قیدیوں سے ملاقات کی اجازت نہیں دی جاتی تھی، قیدیوں کی ضروریات، پریشانیوں اور مشکلات کو حل کرنے پر توجہ نہیں دی جاتی تھی، قیدیوں کو کھانے پینے، لباس اور علاج و معالجے کے حوالے سے سنگین مشکلات درپیش تھیں، اس کے علاوہ انہیں طرح طرح کی جسمانی اور نفسیاتی اذیتیں دی جاتی تھیں، سخت مشقت اور تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا جب کہ اس کے برعکس امارت اسلامیہ کی جیلوں میں مخالفین کے قیدیوں کے ساتھ اسلامی اور انسانی سلوک اختیار کیا جاتا تھا، قیدیوں سے ملنے کی اجازت دی جاتی تھی، ملاقاتی حضرات ہر وقت ان سے مل سکتے تھے، خوراک اور صحت کے حوالے سے انہیں کوئی مسئلہ درپیش نہیں تھا۔

خلیفہ مولوی محمد اسحاق اخندزادہ کہتے ہیں جب ایک تبادلے کے دوران مجھے رہائی ملی تو میں امیر المومنین سے ملنے کے لئے قندھار گیا، میں کچھ تحریری مواد بھی اپنے ساتھ لایا تھا، ملاقات کے دوران سب سے پہلے میں نے قیدیوں کا معاملہ اٹھایا کیونکہ قیدی سب سے زیادہ مظلوم طبقہ ہے اور وہ دونوں فریقین کے رہنماؤں کے انصاف کے منتظر ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میری خواہش یہ ہے کہ آپ اسلامی اور انسانی

بنیادوں پر قیدیوں کے معاملے اور تبادلے پر زیادہ توجہ دیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ امیر المومنین رحمہ اللہ نے قیدیوں کی حالت اور صورتحال بہت غور سے سنی اور بہت متاثر ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے بھی دشمن کی طرف سے قیدیوں کے ساتھ ناروا سلوک کے بارے میں شکایات موصول ہوئی تھیں اور وہ اس کے بارے میں بہت فکر مند ہیں، میں قیدیوں کے تبادلے کی کوشش کر رہا ہوں، آپ کو بھی کوشش کرنی چاہئے، اگر آپ کے پاس کوئی آپشن ہے یا آپ نے کوئی طریقہ کار وضع کیا ہے تو مجھے آگاہ کریں تاکہ ان کی فوری مدد کی جاسکے۔

ملاقات کے اختتام پر انہوں نے مجھے بتایا: بھائی! آپ پہلے ہماری اپنی جیلوں کا دورہ کریں، خدانخواستہ ہماری جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ کوئی غلط رویہ اختیار کر رہا ہو، جس کے منفی اثرات وہاں ہمارے قیدیوں پر پڑ رہے ہوں، میں نے امیر المومنین کے حکم پر سب سے پہلے قندہار میں سرپوزا سینٹرل جیل کا دورہ کیا اور قیدیوں کے مسائل دریافت کئے، قیدی جیل حکام کے رویے سے خوش تھے تاہم انہوں نے کھانے پینے کی قلت کی شکایت کی، اگلے روز میں نے رپورٹ مرتب کر کے امیر المومنین کو پیش کر دی، انہوں نے فوراً جیلوں میں قیدیوں کو خوراک کی فراہمی اور تمام سہولیات میں اضافہ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے مجھے ہدایت کی کہ قندھار کے بعد کابل جا کر وزیر دفاع ملا عبید اللہ آخوند اور ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس قاری احمد اللہ اور اس کے ڈپٹی ملا عبد الحق وثیق سے مل کر ان کی ہم آہنگی سے قیدیوں کے تبادلے اور نمائندوں کی آمد و رفت کے لئے اقدامات کریں۔

ان کے مطابق جب میں امیر المومنین سے رخصت لیکر جا رہا تھا تو انہوں نے فوراً پنجشیر میں ہمارے قیدیوں جن کی تعداد 900 کے قریب تھی، کے لئے کپڑے اور دو، دو ہزار افغانی نقد فراہم کرنے کا حکم دیا، اس دن کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور امیر المومنین رحمہ اللہ کی خصوصی توجہ کی وجہ سے فریقین کے درمیان وفود اور نمائندوں کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوا، اس سلسلے میں پہلی بار طالبان کی جانب سے ملا ظاہر نامی ایک شخص جو اس وقت ایک تبادلے میں رہا ہوا تھا، 900 جوڑے کپڑوں اور نقد رقم کے ساتھ پنجشیر پہنچا، اور فریق مخالف کی جانب سے قند آغا نامی نمائندہ اپنے اسیروں کو دیکھنے آیا، بعد ازاں وزارت دفاع اور انٹیلیجنس ادارے کے زیر اہتمام مستقل بنیادوں پر یہ سلسلہ منظم انداز میں شروع ہوا۔

جس طرح امارت کے دور اقتدار میں مخالف سیاسی قیدیوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں امارت کی پالیسی عام معافی پر مبنی تھی، جس کے تحت عام شہریوں اور جنگجوؤں کو کم قید اور طے شدہ اصولوں کے بعد رہا کیا جاتا تھا، تاہم مخالف فریق کے رہنماؤں اور اہم کمانڈروں کے بارے میں امیر المومنین کی رائے یہ تھی کہ مخالف فریق کے اہم کمانڈر جو ہتھیار ڈالنے کے بجائے حالت جنگ میں گرفتار کر لئے جائیں، کو ضمانت دیئے بغیر رہا نہ کئے جائیں تاکہ وہ آئندہ بغاوت کرنے سے توبہ کریں یا ہتھیار نہ اٹھانے کا یقین دلائیں۔

نیز پچھلے 20 سالوں میں امارت اسلامیہ کے قیدیوں نے انتہائی پیچیدہ اور مشکل حالات کا سامنا کیا ہے، ان پر دشمن کے عقوبت خانوں میں بہیمانہ تشدد ہوتا رہا لیکن انہوں نے صبر سے ہر قسم کے کٹھن حالات کا مقابلہ کیا، سفاک دشمن نے مظلوم قیدیوں کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا، عدالتی احکامات کے بغیر انہیں طویل مدت تک جیلوں میں رکھنا، انہیں قتل کرنا، صحراؤں اور ویرانوں سے ان کی لاشیں برآمد ہونا، ٹینکوں اور فوجی گاڑیوں کے پیچھے باندھ کر گھسیٹنا دشمن کی سفاکیت اور درندگی کا ایک پہلو ہے، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مہذب دنیا کا علمبردار امریکہ قانونی اور انسانی حقوق کے لحاظ سے کتنا پست اور بدکردار ہے، اس کے باوجود امارت اسلامیہ کی پالیسی عدل و انصاف پر مبنی ہے، قیدیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا امارت کی قابل قدر پالیسی ہے جس کی بدولت متعدد غیر مسلم قیدی امارت کی پالیسی سے متاثر ہو کر اسلام کی حقانیت کو سمجھتے ہوئے مشرف بہ اسلام ہوئے، دراصل یہ پالیسی امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے منصفانہ موقف کی تائید اور تصدیق کرتی ہے۔

☼☼☼

افغانستان کی اسٹرٹیجک اہمیت اور نئے اسلامی نظام کی ذمہ داری

تحریر: ابو اسامہ نیازی

اگرچہ دنیا میں دو سو کے لگ بھگ ممالک ہیں، جن میں سے ہر ایک کے اقتصادی، سیاسی اور فوجی مفادات ہیں۔ لیکن ہمارا ملک افغانستان ان سب میں ممتاز اور اعلی اقدار کا حامل ہے۔ افغانستان قدیم اور طویل تاریخ رکھتا ہے۔ ماضی بعید میں آریانا، ماضی قریب میں خراسان جبکہ عصر حاضر میں افغانستان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ مادی قوت، آبادی، اقتصادی و تجارتی حوالے مضبوط نہیں ہے۔ لیکن جغرافیہ اور محل وقوع کے اعتبار سے بڑے بڑے ممالک کی سیاست میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ افغانستان اپنے جغرافیے اور تاریخی اہمیت کے حوالے سے مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ جیسے: اسٹرٹیجک پُل، شاہراہ ریشم کا حامل، ہندوستان کا دروازہ، دنیا کی چھت، اسلامی دنیا کا مشرقی دروازہ، تہذیب کے چاروں کونے، بین الاقوامی تجارتی راستہ اور ایشیا کا دل وغیرہ۔

افغانستان کا محل وقوع اس قدر اہم ہے کہ اس خطے میں دنیا کے چاروں اطراف سے راستے افغانستان ہو کر آتے ہیں۔ جو ہندوستان، پاکستان، مشرق وسطی (ایران) وسط ایشیا، ترکمانستان، ازبکستان، تاجکستان اور چین کے وسط میں واقع ہے۔ افغانستان وسط ایشیا سے جنوبی ایشیا تک تیل اور انرجی سپلائی کرنے کا بہترین راستہ ہے۔ افغانستان آج بھی جیو اکنامکس کے طور پر وسط ایشیا کے دروازے کی حیثیت رکھتا ہے۔ برطانوی ہند کے وائسرائے لارڈ کرزن نے افغانستان کی اہمیت کے متعلق 1898 میں لکھا تھا: "اس تختی کے شطرنج کا ہر فاتح کھلاڑی دنیا پر حکومت کا دعوی کر سکتا ہے۔" تاریخ میں افغانستان وسط ایشیا اور ہندوستان کے ایک طبعی اور مستحکم جائے پناہ کے طور پر "فاتحین کا مورچہ" کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے اور اپنے متنوع اہمیت کے پیش نظر سویس ایشیا کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اسی طرح مشہور امریکی ماہر برژنسکی نے لکھا ہے: "اگر کوئی ایشیا اور یورپ پر حکومت کرنا چاہتا ہے تو افغانستان کے ساتھ تعلقات بنانے ہوں گے۔" ہمارا ملک اسٹرٹیجک اہمیت کے علاوہ وسیع قدرتی ذخائر سے بھی مالامال ہے۔ جیسے یاقوت، زمرد، سنگ مرمر، کرومائیٹ، سونا، تانبا، لیتھیم، یورینیم، گیس، پٹرولیم مصنوعات اور قدرتی پانی کی وجہ سے پڑوسی ممالک میں خاصی اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ افغانستان میں پوری دنیا کے بیس فی صد تیل، آٹھ فی صد گیس اور لیتھیم کے وسیع ذخائر موجود ہیں جو معاصر دنیا میں نہایت اہم عنصر سمجھا جاتا ہے اور یہ پوری دنیا کی نظروں کا مرکز ہے۔ اسی سے ہماری اقتصادی طاقت کا پتہ بھی لگایا جاسکتا ہے۔ الغرض مشرق و مغرب کے تمام سیاست دان اس بات پر متفق ہیں کہ افغانستان اقتصادی، جغرافیائی اور اسٹرٹیجک حوالے سے نہایت اہم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی مرتبہ عالمی طاقتوں کا مستعمرہ بن چکا ہے۔ کیوں کہ افغانستان اپنے قومی مفادات کے تحفظ کے لیے کوئی خارجہ پالیسی رکھتا ہے اور نہ ہی پالیسی بنانے کے لیے رجال کار اس کے پاس موجود ہیں۔

آج جب مجاہدین کی بیش بہا قربانیوں کی بدولت ملک پر ایک بار پھر اسلامی نظام کی بہار کے دن قریب آگئے ہیں۔ سب سے بڑا سوال یہ کیا جارہا ہے کہ ان حساس حالات میں ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے؟ میرے خیال سے ان حساس حالات میں امارت اسلامیہ کی سب سے پہلے یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ملک میں داخلی سطح پر مضبوط سیاسی پالیسیوں کے ساتھ ساتھ خارجی سطح پر بھی مضبوط پالیسیاں بنائے تاکہ داخلی سطح پر ان پالیسیوں کے مثبت اثرات ظاہر ہوسکیں۔ یہ پالیسیاں ایسی شخصیات کے ذریعے بنائے جو متعلقہ موضوع پر مہارت رکھنے کے علاوہ تدریسی طور پر بھی ماہر ہو اور جرات وبسالت بھی رکھتے ہوں۔ تاکہ وہ افغان قوم کا صحیح معنوں میں مقدمہ لڑ سکیں۔

☼☼☼☼

ملا سراج الدین آخوند شہید کی حیات اور خدمات پر ایک نظر

تحریر: عبدالستار سعید

امارتِ اسلامیہ کے بانی اور مؤسس ملا محمد عمر مجاہد کی ذہانت اور مردم شناسی کی ایک علامت یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ انہوں نے تحریک کی ابتداء سے ہی طلبہ کے درمیان سے ہی جن لوگوں کو عسکری یا غیر عسکری شعبوں کے لیے منتخب کیا تھا وہ سب اپنے کاموں میں مکمل فعال، کامیاب اور مؤثر ثابت ہوئے۔ تحریک طالبان شروع ہونے کے ساتھ ہی مختلف علاقوں سے طلبہ کرام فوج در فوج آتے اور تحریک میں شامل ہوتے جا رہے تھے مگر امیر المومنین مرحوم ان میں سے بعض افراد کو دوسروں پر بحیثیت امیر متعین کرتے۔ بعد میں ان امراء میں سے ہر ایک سینکڑوں اور ہزاروں مجاہدین کے قائدین کی صف میں شامل ہوگیا۔ عظیم فتوحات حاصل کیں اور امارتِ اسلامیہ کے قیام کا عظیم خواب شرمندہ تعبیر کردیا۔

ملا محمد آخند شہید، ملا رحمت اللہ شہید، ملا بور جان آخند شہید، ملا مشر شہید، ملا داد اللہ شہید، ملا محمد فاضل مظلوم، ملا عبدالقیوم ذاکر، ملا عبدالرزاق نافذ شہید اور دیگر بہت سارے وہ عظیم کمانڈرز جنہوں نے اپنی انتھک جدوجہد اور اخلاص کی برکت سے افغانستان کی سرزمین کو فسادات، فتنوں ،افراتفری اور اسلحہ سے پاک کر کے اللہ عزوجل کی نصرت سے اسلامی نظام کا دیا روشن کردیا۔

ان عسکری کمانڈرز میں سے ایک ملا سراج الدین آخند ہیں۔ صوبہ قندھار کے ضلع بولدک کا وہ دراز قامت اور ہنس مکھ چہرہ جس نے تحریک طالبان کی صدا سنتے ہی موقوف علیہ کی کتابیں لپیٹ دیں اور سیدھے سنگ حصار کے علاقہ میں ملا محمد عمر کے پاس پہنچ گئے۔ وہیں سے فساد کے خلاف مقابلہ اور جدوجہد شروع کی جس کے بعد سے پھر شہادت تک کبھی تھکاوٹ کا احساس ہوا اور نہ ہی جہاد کی اس پر پیچ وخم وادی کے سفر نے ان کے عزم کو متاثر کیا۔ تھوڑی دیر ملا سراج الدین اخند کی زندگی کے واقعات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:

ملا سراج الدین آخند:

ملا سراج الدین آخند، ملا شرف الدین آخند زادہ صاحب کے بیٹے اور شیخ مولوی عبدالصمد دیوبندی صاحب کے پوتے ہیں۔ نورزئی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ 1963ء میں صوبہ قندھار کے ضلع بولدک کے "پائیزئی" نامی بستی میں پیدا ہوئے ہیں۔ چونکہ گھرانے کے سب افراد دینی عالم یا پھر تعلیم وتدریس سے منسلک تھے اور اپنے علاقہ میں درس وتدریس اور امامت کی مصروفیت رکھتے تھے اس لئے ملا سراج الدین بھی بچپن ہی سے دینی تعلیم سے وابستہ ہوگئے۔ انقلاب ثور کے بعد ان کا گھرانہ ہجرت پر مجبور ہوگیا اور پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں آباد ہوگیا۔ شہید ملا سراج الدین نے وہاں چمن، کوئٹہ، پشین اور دیگر علاقوں میں اپنی تعلیم جاری رکھی۔ مختلف مدارس میں وقت کے جید علماء کرام سے استفادہ کیا۔ پھر بڑے عرصہ تک افغانستان کی عظیم دینی اور علمی شخصیت مرحوم مولنا عبدالعلی دیوبندی صاحب کی شاگردی اختیار کی اور علمی سلسلہ درجہ موقوف علیہ تک پہنچادیا۔

جہادی زندگی

ملا سراج الدین آخند جو نوجوان طالب العلم تھے کیونزم کے خلاف جہاد کے آخری سالوں میں ضلع بولدک اور تختہ پل کے جہادی معرکوں اور کارروائیوں میں شریک رہے تھے۔ پھر اپنے تعلیمی سلسلہ میں مصروف ہوگئے تھے یہاں تک کہ قندھار میں طالبان کی اسلامی تحریک شروع ہوگئی۔ اس وقت دیگر مدارس کی طرح مولوی عبدالعلی دیوبندی صاحب کے مدرسے سے بھی بہت سارے طلبہ کرام قندھار چلے آئے جن میں ملا داد اللہ، ملا رحمت اللہ، ملا سراج الدین اور دیگر مجاہدین شامل تھے۔ جن میں سے ہر ایک جہادی میدان کا بہترین شہسوار اور عظیم کردار کا حامل رہا۔

ملا سراج الدین آخند نے تحریک کی ابتداء میں شہید ملا محمد اخند کے ساتھ بولدک کی ان کارروائیوں میں حصہ لیا جن کی کمانڈ قندھار سے ہوتی تھی۔ وہ چند مال بردار گاڑیوں میں بولدک چلے گئے۔ وہاں پر معمولی جھڑپ کے بعد اس سرحدی علاقہ کا کنٹرول لینے میں کامیاب ہوگئے۔ بعد میں جب ملا محمد اخند کی سربراہی اور ملا رحمت اللہ کی نیابت میں قندھار شہر کو کنٹرول کرنے کی کارروائی کی جارہی تھی تو اس میں ملا سراج الدین نے اہم کردار ادا کیا۔ پھر قندھار، ہلمند اور فراہ کی جنگوں اور فتوحات میں ایک اہم کمانڈر اور مؤثر قائد کی حیثیت سے ذمہ داری نبھاتے رہے۔

1997ء کے موسم گرما میں جب طالبان اور تورن اسماعیل کے درمیان ہلمند کے ضلع گرشک میں فیصلہ کن جنگ ہوئی اور طالبان نے ہرات سمیت ملک کے تمام مغربی صوبوں پر قبضہ کرلیا تو ملا سراج الدین اخند گرشک کے اس عظیم معرکہ میں ملا داد اللہ شہید اور باغران کے ملا خان محمد شہید کے ساتھ شاہراہ عام کے نشیبی علاقہ میں برسرپیکار تھے۔ گرشک کی شکست کے بعد اسماعیل خان دلارام، فراہ اور ہرات میں مسلسل ہزیمت کا سامنا کررہا تھا یہاں تک کہ ہرات کا تاریخی شہر طالبان کے قبضہ میں آگیا۔ ہرات کی فتح کے بعد امارتِ اسلامیہ کے مؤسس ملا محمد عمر مجاہد نے وہاں کا دورہ کیا۔ ہرات کے قصر "خانہ

جہاد" میں ایک اجتماع کے دوران ہرات کے لئے باقاعدہ انتظامیہ کا اعلان کیا گیا، جس میں ملاسراج الدین اخند کو ہرات کے سترھویں ڈویژن کا سربراہ مقرر کیا۔

ملاسراج الدین آخند نے اس وقت سے لے کر امریکی حملے تک چھ سال ہرات میں مختلف عسکری ذمہ داریاں نبھائیں، ہرات کے ڈویژن کی سربراہی، ضلع شینڈنڈ کی سربراہی، اسلام قلعہ پورٹ کی ذمہ داری، اور شینڈنڈ ڈویژن کی سربراہی سمیت تمام ذمہ داریاں اس عظیم شہید نے بڑے ہی اخلاص اور فداکاری سے سرانجام دیے ۔ملاسراج الدین اخند کی رسمی تقرری اگرچہ ہرات میں ہوئی تھی مگر ان کی عسکری کاروائیاں بادغیس، فاریاب اور غور کے خطاول تک پھیل گئی تھیں۔ چنانچہ موصوف شمالی صوبوں کی ان عظیم کارروائیوں میں شریک کار رہے جو مجاہدین نے فاریاب سے شروع کیں اور پھر جوزجان، بلخ، سمنگان، بغلان سے ہوتی ہوئی بامیان کی فتح پر مکمل ہوئیں۔

امریکا کے خلاف جہاد:

نائن الیون کے بعد جب امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے افغانستان پر حملے کا پروگرام بنایا، اور اپنے جنگی بیڑے بحیرہ عرب پہنچادیے۔پاکستان اور ازبکستان سمیت علاقائی اور عالمی متعدد ممالک کو اپنا ہمنوا بنالیا۔ خیال یہ کیا جاتا تھا کہ امریکا اپنی فوج اور اپنے کٹھ پتلیوں کو پاکستان کے راستے سے داخل کرے گا تو ملامحمد عمر مجاہد نے اس حملے سے دفاع کے لئے جنوب میں فوجی تشکیلات کے ساتھ کام شروع کیا۔ اس سلسلہ میں ملاسراج الدین کو ہرات سے قندہار بلوایا گیا، تاکہ بولدک کے سرحدی علاقوں میں علاقائی لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے کر تنظیم اور ترتیب کے ساتھ ان کی تشکیل کریں۔

ملاسراج الدین اور اس کے مجاہد ساتھی امریکی حملہ کے ابتدائی دنوں میں بولدک میں مقیم تھے لیکن جب شمالی صوبوں کے سقوط میں تسلسل آیا اور ہرات شہر میں حالات خراب ہوئے، جس کی وجہ سے مجاہدین کے ہاتھوں سے شہر کا کنٹرول نکل گیا تو ملاسراج الدین امیرالمؤمنین کے حکم سے پھر شینڈنڈ لوٹ گئے۔ تاکہ شہر کا کنٹرول پھر سے اپنے قبضہ میں لے لے۔ مگر اس وقت چونکہ امریکی بمباری شدت سے جاری تھی اور مجاہدین شہروں سے پسپائی کو ایک جہادی تکنیک کے طور پر اچھا دیکھ رہے تھے اس لئے ملاسراج الدین بھی واپس قندہار آگئے۔

جب گل آغاشیر زئی امریکی افواج کی معیت میں ضلع ارغستان کے شین نری کے علاقہ سے ہوتا ہوا تختہ پل تک پہنچ گیا تو ملاسراج الدین اور ان کے ساتھیوں نے اس پر حملہ کیا اور بولدک کی سائیڈ سے ان پر دھاوا بول دیا۔ اس کارروائی میں امریکی جہازوں نے ان کی گاڑیوں اور اسلحوں کو بمباری کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے مجاہدین پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگئے۔

قندہار اور بولدک کے سقوط کے بعد ملاسراج الدین کا ارادہ تھا کہ بولدک کے ایک سنگلاخ علاقہ (سروگارو) میں ایک مضبوط جہادی مورچہ قائم کرلے۔ اس لئے انہوں نے وہاں مجاہدین بھیج دیئے مگر جلد ہی ان کا یہ ارادہ تبدیل ہوگیا اور بجائے ایک مرکز بنانے کے گوریلا حملے زیادہ بہتر لگے۔

امریکا کے خلاف جہاد کے ابتدائی سالوں میں شہید ملاسراج الدین آخند ایک طرف امارت اسلامیہ کے نائبین ملابرادر آخند، ملاعبیداللہ اخند اور دیگر قائدین کے ساتھ مشاورتی مجالس اور اجتماعات میں شرکت کرتے اور جہادی سرگرمیاں تیز کرنے کے لئے جدوجہد کرتے ۔ اس کے ساتھ کمیشن برائے عسکری امور کے رکن بھی تھے اور مجاہدین کے ساتھ ضلع بولدک میں دشمن پر حملے بھی کرتے، اس حوالہ سے ایک عظیم جنگ وہ ہے جو 2003 میں ضلع بولدک کے "شیر واو بو" کے علاقہ میں داخلی مزدوروں کی چیک پوسٹوں پر لڑی گئی جس میں ملاسراج الدین آخند، ملاشہزادہ شہید، ملامحمد امین یوسف اور دیگر عظیم مجاہدین شامل تھے۔اسی جنگ میں دشمن کی تین گاڑیاں تباہ ہوگئیں اور متعدد افراد ہلاک کیے گیے جو بلاشبہ ابتدائی دنوں کی ایک بہت بڑی کامیابی تھی۔

جہادی ذمہ داریاں اور شہادت:

ملاسراج الدین آخند کے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ شہید کی ایک خاصیت یہ بھی تھی کہ وہ کسی ذمہ داری اور منصب کو قبول نہیں کرتے تھے۔ امارتِ اسلامیہ کے دور اقتدار کی طرح امریکا کے خلاف جہاد میں بھی کسی ذمہ داری کی بجائے موصوف ہمیشہ ایک فرد کی حیثیت سے جہاد کو ترجیح دیتے تھے۔

اس پورے مرحلہ میں ملاسراج الدین شہید صرف دو مرتبہ مناصب پر فائز رہے۔ پہلی مرتبہ 2006 میں ضلع بولدک، ارغستان اور معروف کے عمومی سربراہ مقرر کیے گئے۔ پھر 2007 میں ضلع ژڑی کے پاشمول کے علاقہ مجاہدین کے امیر مقرر ہوگئے۔اس دوران ملاسراج الدین شہید بسااوقات قندہار شہر کے اندر بھیس بدل کر گھومتے رہتے جو بجا طور پر شہید کی جرات اور بہادری کو ظاہر کرتا ہے۔

آخری سالوں میں شہید سراج الدین کے ساتھی بولدک کے علاوہ ضلع خاکریز میں بھی جہادی کارروائیاں کرنے لگے۔ شہید موصوف کے پرزور اصرار پر ضلع بولدک کے "شگلزئی" کا پہاڑی علاقہ مجاہدین کے مرکز کے طور پر متعین کردیا گیا۔ جس کے بعد یہیں سے قندہار کے مختلف علاقوں میں کارروائیاں کی جاتی تھیں۔ملاسراج الدین آخند 6 جون 2011 کو اپنے ایک ساتھی کے ساتھ بولدک کے شگلزئی علاقہ میں موٹر سائیکل پر جارہے تھے کہ اچانک امریکیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ نتیجتاً دوطرفہ فائرنگ میں ملاسراج الدین اور ان کے ساتھی شہید ہوگئے اور دونوں کے اجساد خاکی امریکی فوج کے قبضہ میں رہ گئے۔

صوبہ قندہار کے سرحدی علاقوں کے لئے کابل انتظامیہ کے اس وقت کے ذمہ دار کمانڈر عبدالرازق کو جب شہید سراج الدین کی شہادت کا پتہ چلا تو اس نے ارادہ کیا کہ شہید کی جسد خاکی کو بطور اہانت بولدک کی مین چورنگی پر لٹکائے۔ لیکن چونکہ ملاسراج الدین آخند علاقہ میں ایک مخلص مجاہد اور غیور افغان کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے اور اسی وجہ سے لوگوں میں اس کی محبوبیت عام تھی اس لئے عوام نے ان کی لاش کی بے حرمتی گوارا نہ کی اور جنرل رازق کو اپنے ناپاک ارادے کی تکمیل کے لئے نہیں چھوڑا۔ بلکہ لوگوں نے لاش وصول کرکے اپنے آبائی علاقے "پائیزئی" میں سپرد خاک کردی۔

ربنا تقبل شہادتہم۔

ایک ماہ سے کم عرصے میں کابل انتظامیہ کی جانب سے عام لوگوں پر

69 حملے، 205 بے گناہ افراد شہید وزخمی

امارت اسلامیہ کے ترجمان جناب ذبیح اللہ مجاہد نے افغانستان میں کابل انتظامیہ کی سرپرستی میں ہونے والے عوامی مظالم کی ایک ماہ کی رپورٹ جاری کی ہے۔ رپورٹ میں رمضان المبارک کے مہینے پر فوکس کیا گیا ہے۔ کیوں کہ رمضان المبارک کے تقدس کے پیش نظر کابل انتظامیہ کا مسلسل اصرار تھا کہ امارت اسلامیہ جنگ بندی کیوں نہیں کرتی۔ خود رمضان المبارک کے احترام و تقدس کا انہوں نے کتنا خیال رکھا وہ اس رپورٹ سے آپ جان سکتے ہیں۔ رپورٹ کی تیاری اور اشاعت میں وقت لگنے اور پھر ماہنامہ شریعت کی ماہانہ اشاعت تک تاخیر کی وجہ سے ممکن ہے یہ رپورٹ کچھ لوگوں کو پرانی لگے مگر یہ کابل انتظامیہ کے وحشیانہ مظالم کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے کافی ہے۔ رمضان المبارک کے بعد بھی کابل انتظامیہ کا رویہ ویسا ہی ہے جیسے پہلے تھا۔

مسلسل جنگی جرائم کے سلسلہ میں یکم رمضان سے آج تک کابل انتظامیہ اور اس کی پشت پناہی کرنے والے بیرونی افواج کی جانب سے عام لوگوں پر چھوٹے بڑے 69 حملے اور بمباریاں ہوئی ہیں۔

یہ جرائم ملک کے 22 صوبوں، لوگر، بلخ، ہرات، قندوز، ہلمند، میدان وردگ، بغلان، بدخشان، غزنی، قندہار، غور، کاپیسا، پکتیا، لغمان، فاریاب، تخار، کنڑ، ننگرہار، پروان، جوزجان، دایکنڈی اور فراہ میں ہوئے ہیں۔ جن میں ہمارے ملک کے متعدد عام لوگوں کو شہید اور زخمی کیا گیا ہے۔

مصدقہ رپورٹوں کے مطابق یکم رمضان سے چھبیس رمضان تک کابل انتظامیہ اور بیرونی افواج کی کارروائیوں میں خواتین اور بچوں سمیت ملک کے 102 معصوم افراد شہید ہوئے ہیں۔ 103 زخمی ہوئے ہیں۔ دسیوں لوگوں کو بے گناہ جیلوں میں ڈالا گیا ہے۔ اٹھارہ سے زائد گھر اور متعدد دکانیں تباہ ہوئی ہیں۔

امارتِ اسلامیہ ان تمام وحشتوں کی سختی سے مذمت کرتی ہے۔ عالمی برادری اور انسانی حقوق کے تمام اداروں کو اپنی ذمہ داری کا احساس دلا کر مطالبہ کرتی ہے کہ ہمارے ملک کے مظلوم باشندوں کے قتل اور انہیں تکلیف دینے کے تسلسل کو روکنے کی کوشش کرے۔ اور جو لوگ عوام کو ظلم و وحشت کا نشانہ بنا رہے ہیں ان کی شدید مذمت کریں۔

ذیل میں ہم گزشتہ 26 دن کی وہ رپورٹ پیش کریں گے جس میں دشمن نے عوام کو نشانہ بنایا ہے اور جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے۔ یہ رپورٹ دشمن کے جرائم سے پردہ اٹھاتی ہے اور واضح کرتی ہے کہ عوام اور بالخصوص بچوں اور خواتین کو بے دردی سے کون نشانہ بناتا ہے؟ اور انہیں نقصان پہنچاتا ہے؟

امارتِ اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد

۱۴۴۲/۹/۲۶ھ ق

۱۴۰۰/۲/۱۸ھ ش – 8/5/2021م

شہری نقصانات کی یومیہ تفصیلات:

5رمضان کو صوبہ بلخ کے ضلع چہار بولک کے "بوس تیپہ" علاقہ میں داخلی دشمن نے توپوں سے گولے داغ کر ایک گھر تباہ کر دیا جس میں ایک بچہ شہید اور ایک خاتون زخمی ہوگئی۔

5 رمضان کو داخلی دشمن اور قاتل ملیشیا نے صوبہ ہرات کے ضلع غوریان کے مرکزی بازار میں ایک بارہ سالہ بچے کو بلاوجہ فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔

6رمضان کو صوبہ قندز کے ضلع "امام صاحب" مین "موٹر شوی" پل کے قریب آبادی پر بمباری کی گئی۔ جس میں ایک گھر مکمل تباہ ہوگیا۔ بمباری میں ایک معمر شخص شہید ہوگیا۔

6رمضان المبارک کو کٹھ پتلی انتظامیہ نے صوبہ لوگر کے مضافاتی علاقہ "بابوس" نہتے شہریوں پر چھاپہ مارا۔متعدد دروازے توڑ دیئے۔اور لوگوں کے اموال لوٹ لیے۔

7رمضان کو صوبہ قندز کے ضلع امام صاحب کے "ایسکی" علاقہ میں داخلی دشمن کے جہازوں نے عام لوگوں کے گھروں پر بمباری کی جس میں عبدالرحمان ترکمن کا گھر مکمل طور پر تباہ ہوگیا۔ایک خاتون شہید ہوگئی اور خود عبدالرحمان اور ان کا جواں سال بیٹا زخمی ہوگئے۔

7 رمضان کو صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے "کیمپ" کے علاقہ میں کابل انتظامیہ نے عام لوگوں کے گھروں کو میزائیلوں کا نشانہ بنایا۔ جس کی وجہ سے ایک گھر مکمل طور پر تباہ اور ایک خاتون شہید ہوگئی۔

7رمضان کو صوبہ لوگر کے ضلع "چرخ" کے "ڈبر" کے علاقہ میں داخلی مزدور افواج نے عوام کے گھروں پر چھاپہ مارا۔ متعدد گھروں کے دروازے توڑ دیئے۔ قیمتی سامان کو لوٹ لیا۔ چھ مقامی باشندوں کو اپنے ساتھ بطورِ قیدی لے گئے۔

7رمضان کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے "آکا خیل" کے علاقہ میں داخلی مزدور دشمن نے لوگوں کے گھروں پر میزائیل داغے جس کی وجہ سے متعدد گھر تباہ ہوگئے۔ صفی اللہ نامی ایک مقامی باشندے کے گھر میں اس کی آٹھ سالہ بچی شہید ہوگئی۔

8رمضان کو صوبہ بغلان کے مرکز کی سڑک نمبر چھ کے علاقہ میں دشمن کے طیاروں نے عوام کے گھروں پر بمباری کر دی۔ متعدد گھروں کو تباہ کیا البتہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

8رمضان کو صوبہ ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ کے "کوتک" قریہ میں امارتِ اسلامیہ کی جیل برائے علاقائی مجرمین پر غاصب امریکی افواج کی جانب سے بمباری ہوئی جس میں 6 قیدی شہید اور ایک قیدی زخمی ہوا۔

8رمضان کو صوبہ بغلان کے ضلع "دہنہ غوری" کے ظاہر آباد اماجد علاقہ میں داخلی دشمن کی جانب سے شہری آبادی پر بمباری کی گئی جس میں چار گھر مکمل طور پر تباہ ہوگئے اور شہریوں کو بھاری مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

8رمضان کو صوبہ بدخشان کے مرکز فیض آباد کے مضافاتی علاقہ میں ایک کسان جو اپنی زمین میں کام کر رہا تھا دشمن کی گولی کا نشانہ بنے اور شہید ہوگئے۔

9رمضان کو صوبہ ہرات کے ضلع غوریان کے مضافات میں ارباب سید احمد کو قاتل ملیشیا کی جانب سے گرفتار کیا گیا اور پھر انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔

9رمضان کو صوبہ غزنی کے مرکزی علاقے "ارزو" پر دشمن کی جانب سے بمباری کی گئی جس میں ایک گھر مکمل تباہ اور دو عام شہری شہید ہوگئے۔

9رمضان کو صوبہ بدخشان کے ضلع کشم کے "یاوزن" علاقہ میں داخلی دشمن کی جانب سے نہتے شہریوں پر شدید گولہ باری کی گئی جس کے نتیجہ میں ایک گھر مکمل تباہ اور ایک شہری عزت اللہ شہید ہوگئے۔

9رمضان کو صوبہ قندہار کے ضلع ارغنداب کے "سر درہ" علاقہ میں داخلی دشمن نے عوام پر فائر کر دیا جس سے ایک شہری عبدالباری ولد منگل شہید ہوگئے۔

9رمضان کو صوبہ غور کے مرکزی مضافات "جرماتو" میں داخلی دشمن نے لوگوں پر گولہ باری کی جس میں چار گھر تباہ ہوئے اور لوگوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

10رمضان کو صوبہ کاپیسا کے ضلع الاسای کے "دورز گر، خنجر خیل اور صاد قان" نامی بستیوں پر گولہ باری کی گئی۔ایک بارہ سالہ حافظ قرآن بچہ شہید اور ایک خاتون سمیت دو افراد زخمی ہوگئے۔

10 رمضان کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے "سالارو" علاقہ میں داخلی دشمن کی جانب سے لوگوں کے گھروں پر توپوں کی گولہ باری کی گئی جس میں ایک فرد زخمی اور دو گھر تباہ ہوگئے۔

11رمضان کو صوبہ پکتیا کے ضلع "زازی اریوب" کے جگ کوٹی علاقہ میں قاتل ملیشیا نے نہتے شہریوں پر فائرنگ کی جس سے ایک فرد شہید اور اس کا بھائی زخمی ہوگیا۔

11 رمضان صوبہ کاپیسا کے ضلع "تگاب" کے شاتورو علاقہ میں داخلی دشمن کی جانب عام لوگوں کے گھروں پر گولہ باری کی گئی جس کے نتیجہ میں ایک آٹھ سالہ بچی سمیت دو افراد شہید ہوگئے۔

11 رمضان کو صوبہ لوگر کے مرکز کے مضافاتی علاقے "بابوس" میں غاصب امریکی افواج نے ایک شہری کی گاڑی کو ڈرون کا نشانہ بنایا جس میں ڈرائیور اور ایک بچہ شہید ہوگئے۔

11رمضان کو صوبہ پکتیا کے ضلع پٹیان کے "زیگار" کے علاقہ میں قاتل ملیشیا نے نہتے شہریوں پر حملہ کر دیا جس میں ایک شہری حبیب اللہ زخمی ہوئے۔

11 رمضان صوبہ لغمان کے مرکز کے مضافاتی علاقہ "علی خیل" میں کابل انتظامیہ کی سفاک انٹیلی جنس کے افراد ایک مسجد میں گھس گئے۔ایک بوڑھے حاجی لعل آغا کو اپنے دو جواں سال بیٹوں سمیت شہید کر دیا۔

13 رمضان کو صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے "کہنہ قلعہ" علاقہ میں داخلی دشمن نے عام شہریوں پر گولہ باری کی۔جس میں ایک شہری شہید اور ایک خاتون زخمی ہو گئی

13 رمضان کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے "اوتری" علاقہ میں داخلی دشمن نے شہری آبادی پر توپوں سے شدید گولہ باری کی۔عین افطاری کے وقت شیر اغا نامی ایک شخص کو اپنے دو بیٹوں سمیت شہید کر دیا اور گھرانے کے چار بچے زخمی ہو گئے۔

13 رمضان کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع جلریز کے "زرولنگ" علاقہ میں دشمن کی جانب سے بمباری کی گئی جس میں بچوں سمیت سات افراد شہید ہو گئے اور ایک شخص زخمی ہو گیا۔

13 رمضان کو صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ کے "گڑگڑ" کے علاقہ میں قاتل ملیشیا نے ایک شہری کو جو علاج کے لئے ہسپتال جا رہا تھا شاہراہِ عام پر شہید کر دیا۔

13 رمضان کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے بازار میں داخلی دشمن نے ایک دکاندار روح اللہ ولد سالم کو سرعام فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔واقعے میں عبدالولی نامی ایک اور دکاندار زخمی ہو گیا۔

14 رمضان کو صوبہ غزنی کے ضلع خوگیانی کے "خاشاہ" علاقہ میں داخلی دشمن نے عام لوگوں کے گھروں پر گولہ باری کی جس میں ایک بچی شہید اور ایک خاتون سمیت چار دیگر بچے زخمی ہو گئے۔

14 رمضان کو صوبہ تخار کے ضلع نمک آب کے "خمیر خوران" میں داخلی دشمن کی فائرنگ سے ایک بارہ سالہ بچی شہید ہو گئی۔

14 رمضان کو صوبہ لغمان کے ضلع دولت شاہ کے مرکز میں داخلی دشمن نے ایک شہری کی گاڑی پر فائرنگ کی جس میں ایک خاتون سمیت دو افراد زخمی ہو گئے۔

14 رمضان کو صوبہ کنڑ کے ضلع منورہ کے چینار اور پیتاو علاقوں میں داخلی دشمن کی جانب سے گولہ باری کی گئی جس میں ایک تیرہ سالہ بچی بنت جان محمد، شہید ہو گئی۔

15 رمضان کو صوبہ غور کے ضلع تیورہ کے "تکنگل" کے علاقہ میں دشمن کی جانب سے ایک دینی مدرسہ پر بمباری کی گئی۔جس میں دو معصوم طالب علم بچے زخمی ہو گئے۔

15 رمضان کو صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے بیش بلا اور سراسیاب کے علاقوں میں گھروں پر گولہ باری کی گئی۔جس میں دو شہری شہید اور تین زخمی ہو گئے۔

15 رمضان کو صوبہ ننگرہار کے ضلع سرہ رود کے کڑسو علاقہ قاتل ملیشیا نے شہری آبادی پر فائر کھول دیئے جس کی وجہ سے ایک شخص شر نگ ولد نیاز محمد شہید ہو گئے۔

15 رمضان کو صوبہ نورستان کے ضلع برگمتال کے پیڑا علاقہ میں مزدور دشمن کے کمانڈر شمس اللہ نے ایک عام آدمی سے چالیس بکرے زبردستی چھین لئے اور اپنے ساتھ لے گئے۔

15 رمضان کو صوبہ کنڑ کے ضلع غازی آباد کے مضافات میں دشمن نے وہاں گولہ باری کی ہے جہاں عام لوگ قیمتی لکڑیوں کی تجارت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔اس گولہ باری کے نتیجہ میں اس اڈے میں آگ لگ گئی اور تین کروڑ افغانی کی لکڑیاں جل گئیں جو سب کی سب عام لوگوں کی ملکیت تھی۔یاد رہے کہ ضلعی پولیس کی جانب سے لوگوں کو آگ بجھانے کے لئے بھی نہیں چھوڑا جا رہا تھا۔

16 رمضان کو صوبہ پروان کے ضلع بگرام کے چرچرک کے علاقہ میں کابل انتظامیہ کے اہلکاروں نے دینی مدرسہ کے ایک طالب علم قاری دلاور کو سرعام فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔

17 رمضان کو صوبہ بلخ کے ضلع چہار بولک کے "ثوریان" علاقہ میں دشمن کی طرف سے بمباری کی گئی جس میں تین گھر مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔ایک آٹھ سالہ بچی شہید اور دو بچے زخمی ہو گئے۔

17 رمضان کو صوبہ پکتیا کے ضلع گردہ چیری کے "کنڈو" علاقہ میں مزدور دشمن نے نہتے شہریوں پر گولہ باری کی جس کی وجہ سے دو خواتین زخمی ہو گئیں۔

17 رمضان کو صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ میں مزدور دشمن نے عام شہریوں پر فائرنگ کی جس میں دو افراد شہید ہو گئے جو اپنی زمین اور کھیتوں کو پانی دے رہے تھے۔

17 رمضان کو صوبہ لغمان کے ضلع باد پش کے "سپینہ قلعہ" علاقہ میں مزدور دشمن نے عام گھروں پر گولہ باری کی جس کی وجہ سے ایک شخص شہید اور 10 دیگر زخمی ہو گئے۔

18 رمضان کو صوبہ لوگر کے ضلع محمد اغے کے غلدرا اور ناصر علاقہ میں داخلی دشمن نے شہریوں کے گھروں پر چھاپہ مارا۔متعدد گھروں کے دروازوں کو توڑ دیا اور بیش قیمت سامان لوٹ لیا۔

18 رمضان کو صوبہ جوزجان کے مرکزی علاقے ترکمن قدوق میں داخلی دشمن نے شہریوں پر بے تحاشا فائرنگ کی جس کے نتیجہ میں پانچ سفید ریش بزرگ شہید ہو گئے۔

18 رمضان کو صوبہ بغلان کے ضلع پلخمری کے "زمان خیل" علاقہ میں چیک پوسٹ کے اہلکاروں نے ایک آئس کریم فروش کو فائر کر کے شہید کر دیا۔

18 رمضان کو صوبہ کابل کے ضلع پغمان کے "برہ ارغندی" اور "اتم خیل" میں داخلی دشمن کی جانب سے شہریوں پر چھاپہ مارا گیا۔دو افراد کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

19رمضان کو صوبہ بدخشان کے ضلع بہارک کے "خیر آباد" میں حمید اللہ نامی ایک عام شہری کو مزدور دشمن نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔

21رمضان کو صوبہ بلخ کے ضلع زارع کے مرکز کے ساتھ داخلی دشمن کی جانب سے شہریوں پر گولہ باری کی گئی جس کی وجہ سے ایک گھر تباہ، دو شہری شہید اور تین دیگر زخمی ہو گئے۔

21رمضان کو صوبہ لغمان کے ضلع علینگار کے "گز گز" میں داخلی دشمن کی جانب سے گولہ باری کی گئی جس کی وجہ سے ایک آٹھ سالہ بچہ شہید ہو گیا اور دیگر لوگوں کو نقل مکانی پر مجبور کیا گیا۔

21رمضان کو صوبہ ہرات کے ضلع رباط سنگی کے "چہل دختر" علاقہ میں دشمن کے طیاروں نے بمباری کر کے ایک شخص کو شہید کر دیا۔

22رمضان کو صوبہ لوگر کے مرکزی پل اور کنجک کے علاقہ میں داخلی دشمن نے عوامی گھروں پر توپوں کے گولے داغے جس کی وجہ سے چار خواتین اور پانچ بچوں سمیت دس افراد زخمی ہو گئے اور ایک گھر تباہ ہو گیا۔

22رمضان کو صوبہ دایکنڈی کے ضلع گیزاب کے "پاتو" علاقہ میں داخلی دشمن کی جانب سے مارٹر گولے برسائے گئے جس کے نتیجہ میں دو کسان شہید ہو گئے اور ایک خاتون اور ایک بچہ زخمی ہو گئے۔

22رمضان کو صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی کے "نگر خیل" علاقہ میں مزدور دشمن کی جانب سے شہریوں پر مارٹر گولے برسائے گئے جس کی وجہ سے دو بچوں سمیت تین افراد زخمی ہو گئے۔

23رمضان کو صوبہ لغمان کے مرکزی علاقہ بدیع آباد میں داخلی دشمن نے عوامی گھروں پر گولہ باری کی جس کی وجہ سے ایک بچی شہید ہو گئی اور تین دیگر افراد زخمی ہوئے۔

23رمضان کو صوبہ فاریاب کے ضلع چہل گزی کے "الکوزھی" علاقہ میں داخلی دشمن کی جانب سے مارٹر گولے داغے گئے۔ جس کی وجہ سے دو دکاندار موسی جان اور محمد گل زخمی ہو گئے اور دکانیں تباہ ہو گئیں۔

23رمضان کو صوبہ غزنی کے ضلع خواجہ عمری کے "نہہ برجہ" علاقہ میں ایک عام شہری مزدور اہلکاروں کی جانب سے شہید کئے گئے۔

23رمضان کو صوبہ پکتیا کے ضلع سید کرم کے بازار میں کابل انتظامیہ کے اہلکاروں نے ایک عام شہری کو صرف اس وجہ سے شہید کیا کہ وہ ان کے ساتھ چیک پوسٹ میں کام کرنے سے انکار کیا تھا۔

23رمضان کو صوبہ فاریاب کے ضلع چیلگزی کے "کتہ اولنگ" علاقہ میں دشمن طیاروں نے عام شہریوں پر بمباری کی۔ جس میں تین عام شہری گل احمد، سید مقدس اور عبدالرحیم زخمی ہو گئے۔

23رمضان کو صوبہ پروان کے ضلع بگرام کے "قلعہ نصرو" علاقہ میں دشمن کی صف یک نامی وحشی فورسز نے عوام کے گھروں پر چھاپہ مارا۔ متعدد گھروں کے دروازوں کو بارود سے اڑایا۔ قیمتی سامانوں کو لوٹ لیا۔ گاؤں کے دس عام افراد کو گرفتار کر کے لے گئے۔

23رمضان کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے "پٹھان خیل" علاقہ میں ایک راہگیر بچے نے ایک گولہ پاکر اسے اٹھایا جس سے وہ گولہ پھٹ گیا اور نتیجہ میں بچہ شہید ہو گیا۔

24رمضان کو صوبہ بغلان کے مرکز کے ایک بڑے اسکول "ابو محمد اسکول" پر دشمن کی جانب سے بمباری کی گئی جس کی وجہ سے دو عام شہری شہید ہو گئے۔

24تاریخ کو صوبہ غزنی کے ضلع خوگیانی کے "خاشا" علاقہ پر مزدور دشمن کی جانب سے بڑے گولے داغے گئے جس کی وجہ سے ایک بچہ شہید ہو گیا۔

24رمضان کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع چک کے "امبوخان" میں داخلی دشمن نے ایک خانہ بدوش کو شہید کیا جو بکریاں چرا رہا تھا۔

24 رمضان کو صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود کی شاہراہ عام پر مزدور دشمن کی جانب سے عوام پر فائر کھول دیئے گئے جس کی وجہ سے تین ڈرائیور زخمی ہو گئے۔

24رمضان کو صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ کے کالسک اور اسعد آباد اور مہاجرین کے علاقوں میں چار شہری مزدور دشمن کی جانب سے شہید کئے گئے۔

24رمضان کو صوبہ غزنی کے جغتو ضلع کے مہمند کوتل علاقہ میں دشمن طیاروں نے شہریوں پر بمباری کی جس میں تین افراد شہید ہو گئے۔

25رمضان کو صوبہ لغمان کے الینگار ضلع کے "منگو" علاقہ میں دشمن کے طیاروں نے شہریوں پر بمباری کی جس کی وجہ سے دو بچے شہید ہو گئے۔

25رمضان کو صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود کے نواحی علاقوں میں داخلی دشمن کی جانب سے مارٹر گولے داغے گئے۔ نتیجہ میں دو خواتین زخمی ہو گئیں اور متعدد گھر تباہ ہو گئے۔

25رمضان کو صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک کے "شیوان" علاقہ میں دشمن کی وہ چھاونی جسے وہ چھوڑ کر فرار ہو گیا تھا اور عام لوگ اسے دیکھنے کے لئے آئے تھے اس پر دشمن طیاروں نے شدید بمباری کی جس میں 20افراد شہید ہو گئے اور 33دیگر زخمی ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☼☼☼

امریکا بیس سالہ جنگ سے سبق سیکھے

تحریر: ارمان مجاہد

دوحہ معاہدے میں یہ طے ہو تھا کہ مئی 2021 تک افغانستان سے امریکی افواج کا انخلا مکمل کر دیا جائے گا تاکہ افغانستان سے مزید جارحیت کا خاتمہ ہو جائے۔ لیکن مذکورہ تاریخ کے گزرنے کے بعد امریکی صدر جو بائیڈن نے انخلا کی تاریخ کو 11 ستمبر 2021 تک وسعت دے کر اعلان کیا کہ گیارہ ستمبر کے بعد افغانستان میں کوئی غیر ملکی فوجی نہیں رہے گا۔ اس اعلان کے بعد سے افغانستان سے امریکی افواج کے انخلا کا عمل جاری ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق امریکی صدر کا اعلان انخلا کی جانب مثبت قدم ہے اور یہ اعلان ان دعووں کی نفی کر رہا ہے جس میں کہا جا رہا تھا کہ امریکا افغانستان میں طویل مدت تک رہنے کے لیے آیا ہے۔ جو بائیڈن کے اعلان سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ امریکی افواج میں اب مزید یہاں رہنے کا حوصلہ نہیں رہا، زمینی حقائق بھی اس بات کی تصدیق کر رہے ہیں کہ گیارہ ستمبر تک امریکی افواج کا فیصلہ حتمی ہے، مزید وہ اپنی افواج کو بے مقصد لڑائی میں جھونکنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ افغانستان میں امریکی افواج کی موجودگی سے افغانستان سمیت پورے خطے کے امن و امان، استحکام اور خوشحالی کو خطرہ لاحق ہے۔ پچھلے بیس سالوں کے دوران ہم نے مشاہدہ کیا کہ امریکی فوج پورے خطے کے امن و امان کے لیے برابر خطرہ رہی۔ لاکھوں بے گناہ انسان انہی کی جارحیت کے نتیجے میں شہید اور زخمی ہوئے۔ امریکی اور نیٹو افواج کی کارروائیوں کے نتیجے میں افغانوں کے گھر، گاؤں اور شہر مسمار کیے گئے۔ اسی طرح افغانوں کی تاریخی مزاحمت کے نتیجے میں ہزاروں امریکی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔ جو افواج اب رہ گئے ہیں وہ بھی ذہنی طور پر خوف زدہ اور مستقل نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ اکثر جنگ کے نام سے بھی خوف زدہ ہیں اور ہر ممکن طریقے سے اس حال سے خود کو نکالنا چاہتے ہیں۔

امریکی حکومت نے بھی اس حقیقت کا ادراک کر لیا ہے کہ مزید افغانستان میں ان کی افواج کا رہنا بے سود ہے، ان پر آنے والے اخراجات محض پیسے کا ضیاع ہے۔ دوسری طرف اب وہ 2001 والا امریکا نہ رہا۔ اقتصادی زبوں حالی کی وجہ سے وہ جنگ کو طول دینے کے پوزیشن میں نہیں ہے۔ اب وہ موجودہ حالت سے بحفاظت نکلنے کے لیے محض بہانہ ڈھونڈ رہا ہے۔ پڑوسی ممالک کو بھی احساس ہو گیا ہے کہ خطے میں بدامنی کا بنیادی سبب خطے میں امریکی موجودگی ہے۔ اس لیے انہیں اس حقیقت کا ادراک ہے کہ جب تک خطے سے امریکی افواج نہیں نکلیں گی تب تک خطے میں امن و امان قائم نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے وہ بھی افغانستان سے غیر ملکی افواج کے نکلنے کا مطالبہ کر رہے ہیں اور افغانوں کے معاملات افغانوں ہی کے حوالے کرنے کے لیے آواز بلند کر رہے ہیں تاکہ افغانی آپس میں مل بیٹھ کر اپنے معاملات دوستانہ ماحول میں حل کریں۔ اب تو کابل انتظامیہ کے اندرونی ڈھانچہ میں سے بھی آوازیں اٹھنے لگی ہیں کہ غیر ملکی افواج نکالے جائیں، ان کا ماننا ہے کہ جب تک غیر ملکی افواج نہیں نکلیں گی تب تک پائیدار امن کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ وہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ جلد از جلد اپنی افواج نکال لی جائیں، اگر معینہ مدت تک افواج نہ نکالی گئیں تو یہ امریکا کے مستقبل کے لیے نہایت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ انھیں انسانی تاریخ کی بڑی تباہی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ لہذا وہ پچھلے بیس سالہ تاریخ سے سبق سیکھ کر غلطیوں پر غلطیاں نہ دہرائیں۔

ملا اختر منصور شہید تقبلہ اللہ کی کامیابی کی بنیادی وجہ

تحریر: نورانی عزام

انسان کے لئے سب سے بہترین امر یہ ہے کہ وہ زندگی میں کچھ ایسا کام نہ کرے جو دین اور دنیاوی اقدار کے خلاف ہو اور موت بھی اس طرح ہو کہ آخرت کے لئے مفید اور پسماندگان کے لئے باعث فخر ہو۔

امارت اسلامیہ کے دوسرے رہنما، امیر المومنین ملا اختر محمد منصور شہید (تقبلہ اللہ) نے اگرچہ اپنے دور میں مشکل حالات اور پیچیدہ چیلنجوں کا سامنا کیا تھا اور ہر لمحہ یہ امکان تھا کہ ان کی جان اور مال کو دشمن کی طرف سے نقصان پہنچے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے مشن پر سمجھوتہ کیا اور نہ ہی اپنے کاز سے پیچھے ہٹنے کا معاملہ کیا، بلکہ انہوں نے ان تمام چیلنجوں کے باوجود قابض افواج اور ان کے حامیوں کے خلاف تاریخی اور ناقابل فراموش جدوجہد کی اور اپنے اسلامی اور اصولی موقف پر ڈٹ کر ثابت قدم رہے۔

جب امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد انہیں امارت اسلامیہ کا قائد مقرر کیا گیا، تو اسی وقت سے جارحیت پسندوں اور ان کے غلاموں نے امارت اسلامیہ کو تقسیم کرنے اور اس کی صف کو توڑنے کے لئے بھرپور کوششیں شروع کی تھیں، تاہم منصور شہید نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے دشمن کی تمام سازشوں کو ناکام بنایا اور اپنی بصیرت سے امارت اسلامیہ کی صف کو متحد رکھا۔

اگرچہ منصور صاحب نے بہت مختصر وقت کے لئے امارت اسلامیہ کی قیادت کی اور جلد ہی شہید ہو گئے لیکن اس مختصر عرصے میں انہوں نے مجاہدین کی جہادی صفوں کو منظم کیا، دشمن پر گوریلا اور بڑے پیمانے پر حملوں کا آغاز کیا، ملک بھر میں جہادی کارروائیوں کو تیز کیا اور دور دراز علاقوں تک جہادی کارروائیوں کا دائرہ وسیع کر دیا۔

سفارتی حوالے سے خطے اور دنیا کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کیے اور امارت اسلامیہ کی پالیسیوں سے دنیا کو آگاہ کیا، انہوں نے دنیا پر ثابت کیا کہ امارت اسلامیہ اپنے جائز حقوق اور آزادی کے حصول کے لئے ایک وسیع عوامی اور مزاحمتی تحریک ہے جو اپنے وطن کی آزادی کے لئے جائز جدوجہد کر رہی ہے۔

شہید منصور صاحب کی کامیابی کا ایک راز یہ بھی تھا کہ انہوں نے امارت اسلامیہ کے تمام کمیشنز اور اداروں کو فعال کیا اور فوجی شعبے میں ایسے رہنماؤں کو مقرر کیا جنہوں نے جہادی امور کی ترقی اور بہتری پر توجہ مرکوز کی تھی۔

انہوں نے داعش نامی فتنہ کی سرکوبی کرتے ہوئے سی آئی اے اور کابل انتظامیہ کی سازش کو ناکام بنایا اور ان مسلح گروپوں کو ختم کر دیا جو مجاہدین کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے لئے قائم کئے گئے تھے، اس کے بعد امارت اسلامیہ کی صف اتنی منظم اور متحد ہو گئی کہ تمام شعبوں میں اس کی سرگرمیاں پہلے کے مقابلے میں کئی گنا تیز ہوئیں اور حتیٰ کہ صوبوں کی فتوحات تک سلسلہ بڑھا دیا گیا۔

شہید منصور صاحب تقبلہ اللہ کی کامیابی کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انہوں نے امارت اسلامیہ کے بانی امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی پالیسی پر مکمل طور عمل درآمد کیا، ان کی ہدایات کے مطابق جہادی سرگرمیوں کو جاری رکھا، کیونکہ انہوں نے اپنے امیر کے ساتھ ماضی اور حال کے دونوں ادوار میں قریبی وقت گزارا تھا اور ان کی ہدایات سے عملی تجربہ حاصل کیا تھا، اسی لئے ان کی تقرری کے ساتھ جہادی نظام کو تقویت ملی۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت ان کی تمام جہادی خدمات، مشکلات اور عظیم قربانی کو قبول فرمائے اور ان کے خون کی برکت سے وطن عزیز میں اسلامی نظام نافذ اور دیرپا امن قائم کرے۔ آمین۔

☼☼☼☼

تحریر: بشیر

عالم اسلام اسرائیل کو چیلنج کر سکتا ہے مگر!

فلسطین میں ایک دفعہ پھر مسلمان صیہونی طاقتوں کی جانب سے بدترین وحشت کا نشانہ بن چکے ہیں۔ غزہ پر اسرائیل کے وحشت ناک فضائی اور زمینی حملوں کی وجہ سے ہزاروں فلسطینی خاک وخون میں تڑپ گئے اور لگتا یہ ہے کہ غاصب اسرائیل نے فلسطین کے حریت پسند مسلمانوں کو بھرپور طریقہ سے دق کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں حسبِ سابق اسے مغربی ممالک بالخصوص امریکا کی بھرپور حمایت بھی حاصل ہے۔ فلسطینی عوام کا جرم یہ ہے کہ وہ مسلمان اور فلسطین کے باسی ہیں اور کسی طرح بھی اپنے حق سے سرمو انحراف نہیں کرتے، اسی حق کے لئے وہ پیہم جدوجہد کر رہے ہیں اور بے پناہ قربانیاں دے رہے ہیں۔

آج سے تقریباً ایک صدی قبل برطانیا کے وزیر خارجہ "بالفور" نے فلسطین کو یہود کے لئے بطور ریاست تسلیم کر کے اس کا اعلان کر دیا اور پھر دنیا بھر کے مختلف علاقوں سے یہودیوں کو بلا کر یہاں ٹھہرا دیا اس عمل سے برطانیا اور امریکا نے نہ صرف یہ کہ انسانی اصول اور اخلاقی معیارات کو پاؤں تلے روند ڈالا، بلکہ مکمل طور پر اسرائیل کے وحشتناک کردار کی سرپرستی بھی شروع کر دی یہاں تک کہ انہیں کے اشارے سے اقوام متحدہ نے تقسیم فلسطین کا منصوبہ بنایا، فلسطینی عوام کو الگ اور یہود کو الگ ریاستیں دینے کا وعدہ کیا جو صرف فلسطینی عوام کو دھوکہ ہی میں رکھنا تھا۔ مغربی ممالک امریکا کی سربراہی میں اسرائیل کی بھرپور حمایت کرتے ہیں، اس بارے میں وہ اقوامِ متحدہ کے وعدوں اور فیصلوں کو کسی خاطر میں نہیں لاتے، جس کی وجہ سے آج تک فلسطینی زمین کا ایک بالشت بھی اسرائیل نے نہیں چھوڑا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد جب برطانیہ نے شرقِ اوسط میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی تشکیل کی مہم شروع کر دی تو اس مہم کا سب سے زیادہ اہم حصہ "معاہدہ بالفور" کو عملی جامہ پہنانا تھا، برطانیہ نے وہاں اپنا اقتدار تب تک قائم ودائم رکھا جب تک وہ یہودیوں کو مستقل قیام کا موقع فراہم کر چکے، انہیں مکمل طور پر فلسطین میں ٹھہرا چکے اور تقسیم فلسطین کے لئے عملی طور پر راہ ہموار کر چکے تھے۔

جب شرقِ اوسط میں اقوام متحدہ کی جانب سے تقسیمِ فلسطین کے فیصلہ کے دوران اسرائیل کے نام سے ایک یہودی اور صیہونی ریاست کو وجود مل گیا تب جا کر برطانیہ نے اپنا استعماری قبضہ ختم کر دیا اور اپنی جگہ اسرائیل کی سرپرستی کے لئے امریکا کو ذمہ داری سپرد کر دی۔

امریکا اور برطانیہ کے علاوہ اسرائیلی ریاست کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یورپی یونین اور روس بھی معاون تھے۔

اقوام متحدہ نے فلسطین کو تقسیم کر ڈالا اور "فلسطین و اسرائیل" کے نام سے علیحدہ علیحدہ ریاستیں قائم کر دیں اور دونوں کے لئے باقاعدہ سرحدات مقرر کر دیے۔ اگرچہ اس تقسیم کے حوالہ سے مختلف آراء موجود ہیں۔ افغانستان، پاکستان اور سعودی عرب سمیت اکثر اسلامی ممالک نے اس تقسیم کو تسلیم نہیں کیا ہے اور نہ ہی اسرائیل کو ایک جائز ریاست کے طور پر تسلیم کیا ہے، مگر مصر، اردن اور اس کے بعد دیگر چند اور ممالک نے بھی اس تقسیم کو باقاعدہ تسلیم کیا اور اسرائیل کو ایک قانونی ریاست کی حیثیت سے تسلیم کیا، اس حوالہ سے خود عسکری تنظیموں "الفتح" اور "حماس" کی رائے بھی ایک نہیں ہے اور کافی حد تک آپس میں متصادم ہیں۔ "الفتح" اس بات پر آمادہ ہے کہ اسرائیل کو ایک ہمسایہ ملک کے طور پر تسلیم کیا جائے جبکہ "حماس" اسرائیل کو ایک غاصب ریاست کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور جواز دینے سے انکار پر مصر ہے۔

اب بات یہ ہے کہ اگر بالفرض اقوام متحدہ کا "تقسیم فلسطین والا" فیصلہ درست بھی ہو اور اس کا ماننا ضروری بھی ہو تو پھر ہونا یہ چاہیے تھا کہ اقوام متحدہ کے فیصلہ کے ساتھ ہی فلسطین کو بھی آزاد ریاست کے طور پر تسلیم کیا جاتا جبکہ اب دنیا کے نقشہ میں فلسطین کا کوئی وجود نہیں ہے۔ صرف کونسل اور میونسپل سسٹم میں اس کا کچھ وجود ہے جس سے فلسطین کے لوگوں کو دھوکہ میں رکھا جاتا ہے اور یہ باور کرایا جاتا ہے گویا فلسطین اپنی مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسرائیل مسلسل سرحدات کی پامالی میں مصروفِ عمل ہے وہی سرحدات جو اقوام متحدہ کی جانب سے دونوں کے لیے متعین ہیں۔ اس طرح سے غاصب اسرائیلی ریاست نے گزشتہ نصف صدی سے فلسطین کے بہت سارے اہم شہروں پر قبضہ کیا ہوا ہے جن میں بیت المقدس بھی شامل ہے۔ جس کو اسرائیل نے یرغمال بنالیا ہے اور اب اس کے پنجہ استبداد سے چھڑانے کے لئے کوئی بھی کوشش نہیں کرتا۔

جو لوگ اسرائیلی ریاست کو جواز دینے کے قائل نہیں ہیں ہم ان کے موقف کی تائید کرتے ہیں مگر علاقائی صورتحال کو دیکھتے ہوئے بعض مبصرین کا کہنا ہے: فلسطین کی جو تقسیم اقوام

متحدہ نے کی ہے اس کے دو اہم تقاضے ہیں ایک یہ کہ فلسطین کو صادقانہ طور پر واقعی ایک ایسی مستقل اور آزاد ریاست کے طور پر تسلیم کرلینا چاہیے جو ہر طرح کی بیرونی مداخلت سے پاک ہو۔

دوسرا یہ کہ اقوام متحدہ کی جانب سے متعین کردہ حدود اور سرحدات کی پامالی کے بعد، اسرائیل نے بیت المقدس سمیت جن جن شہروں پر ناجائز قبضہ کیا ہے انہیں فوری طور سے خالی کرنا چاہیے اور فلسطین کے سپرد کرلینے چاہیے۔ یہاں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ بیت المقدس پر اسرائیلی قبضہ کے بعد مصر، شام، اردن اور لبنان کی سرحدات بھی خطرے کی زد میں آچکی ہیں اور اقوام متحدہ کا عالمی ادارہ مسلسل امریکا اور یورپی یونین کی جانب سے آلہ کار اور کٹھ پتلی حیثیت سے استعمال ہو رہا ہے۔

فلسطینی انتظامیہ کی بجائے آزاد فلسطینی ریاست کا قیام، اسرائیل نے سرحدات سے جو تجاوز کیا ہے اس سے واپسی اصولی طور پر طے شدہ ہے۔ جس سے کسی بھی ذی شعور انسان کو اختلاف نہیں ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ دنیا کی عظیم طاقتیں بالخصوص امریکا اسرائیل کو تھپکیاں کیوں دے رہا ہے اور انہیں یہ ترغیب کیوں دے رہا ہے کہ سختی سے چلنا اور فلسطینی عوام کے قتل عام کو یوں ہی دائم رکھنا! انہوں نے کس وجہ سے دنیا بھر میں لاکھوں فلسطینی عوام کو ہجرت پر مجبور کیا ہوا ہے؟ وہ اسرائیلی جارحیت سے کیوں لطف اندوز ہو رہے ہیں؟

مگر اس سب کچھ کے باوجود دردناک بات یہ ہے کہ اسلامی دنیا بالخصوص عربی دنیا نے فلسطینیوں کو اسرائیل کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ اسلامی ممالک اپنے اندرونی مشکلات میں کھوئے ہوئے ہیں اس لئے صرف اسی کے حل کے لئے مصروف عمل ہیں مگر فلسطینی مسلمانوں کے مسائل کی انہیں کوئی فکر نہیں ہے۔ بلاشبہ اگر مسلم دنیا یکجا ہو جائے اور سب یک جان اور یک قالب ہو کر اسرائیل کے خلاف آواز اٹھائے اور مقابل میں ایک جاندار اور باقوت موقف اختیار کرلے تو مجال ہی نہیں کہ اسرائیل اس مقابلہ کی تاب لاسکے چاہے کتنی ہی امریکی حمایت کیوں اسے میسر نہ ہو۔ وہ مجبور ہوگا کہ فلسطینی زمینوں سے پیچھے ہٹ جائے اور مسلمانوں کا حق خودارادیت تسلیم کرلے۔

جی ہاں! غزہ اور فلسطین کے ناگفتہ بہ حالات اور درد بھرے لمحات ایک دفعہ پھر دنیا اور خصوصی طور پر مسلم حکمرانوں کو وحدت کی دعوت دیتے ہیں، اور اس بات کی دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دماغ سے آپس کی نفرتیں ختم کرکے اختلافات کا ازالہ کریں اور دنیا بھر میں مسلمانوں کی حالت پر رحم کرنے کے لئے ایک دوسرے کے دست راست بن جائیں، بالخصوص سانحہ فلسطین پر یکجہتی کا مظاہرہ، اسرائیل کے خلاف قوت کا استعمال اور پتھر کا جواب اینٹ سے دینا اس سانحہ کو فنا کرسکتا ہے۔ جس کے بعد کوئی اسرائیلی کسی مسلمان کو میلی آنکھ سے دیکھنے کے قابل نہیں رہے گا!

جی ہاں! اگر مسلمان بیدار ہوگئے تو!

☼☼☼

قطر: سیاسی دفتر میں امارت اسلامیہ کی ملاقاتیں اور سیاسی سرگرمیاں

رپورٹ: مستنصر حجازی

3 مئی 2021: امارت اسلامیہ کے شعبہ تعلقات، یورپی سیکشن کے سربراہ ملا عبدالحق وثیق نے وفد کے ہمراہ افغانستان کے لیے ناروے کے خصوصی نمائندہ پر البرٹ الساس کے وفد سے دوحہ میں ملاقات کی۔ جس میں افغانستان کی موجودہ صورت حال، بین الافغان مذاکرات اور افغانستان سے غیر ملکی افواج کے انخلا پر تفصیلی بات چیت ہوئی۔ ملاقات میں ان اقدامات پر بھی تفصیلی غور و خوض ہوا جو دوحہ معاہدے کے مطابق امن و امان اور اعتماد کی فضا برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔

6 مئی 2021: امارت اسلامیہ کے مذاکراتی ٹیم کے رکن شیر محمد عباس ستانکزئی صاحب نے وفد کے ہمراہ امریکا اور یورپی یونین کے دیگر ممالک جرمنی، برطانیہ، ناروے، فرانس اور اٹلی کے سفیروں اور اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندوں کے آن لائن کانفرنس میں میں شرکت کی۔

14 مئی 2021: بین الافغان مذاکرات کے دونوں ٹیموں کے بعض اراکین کے درمیان امارت اسلامیہ کے سیاسی معاون اور قطر میں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے سربراہ ملا عبدالغنی برادر کی موجودگی میں ملاقات ہوئی، جس میں عید کی مبارک باد، افغانستان کی موجودہ صورت حال اور مذاکرات پر بات چیت ہوئی، فریقین نے عید کے بعد بھی مذاکراتی عمل جاری رکھنے پر اتفاق کیا۔

☼☼☼

ہفتہ وار پریس بریفنگ

بلیک لسٹ کو اب امن کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔

2021-05-05

افغان مسئلہ کے حل اور مذاکرات کی کامیابی کی راہ میں بڑی رکاوٹ وہ بلیک لسٹ اور سروں کی قیمت کی فہرستیں ہیں، جن میں اب تک امارت اسلامیہ کے بعض رہنماؤں کے نام موجود ہیں، جسے مذاکراتی عمل اور فریقین کے اعتماد کی راہ میں بڑی رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ پابندیاں لگانے اور سروں کی قیمتیں رکھنے والے ایک طرف ظاہری طور پر صلح اور مفاہمت کے نعرے لگا رہے ہیں، مگر دوسری جانب اب تک امارت اسلامیہ کے بعض رہنماؤں کے اسماء بلیک لسٹ کی فہرستوں میں محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔

کسی فریق کے نام کو بلیک لسٹ میں شامل کیا جائے، اس پر مختلف النوع پابندیاں لگائی جائیں اور یا ان کی سر کی قیمت کا اعلان کیا جائے۔ اس صورت میں اس شخص یا گروہ کے لیے مفاہمت کی بات نہ صرف غیر منطقی ہے، بلکہ اس سے کسی نتیجے کی امید بھی نہیں کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ ہر مفاہمت اور افہام و تفہیم کے لیے پہلی شرط فریقین کا باہمی اعتماد ہے، جو بلیک لسٹوں کی صورت میں کبھی نہیں ہو سکتا۔

چند روز قبل 30 اپریل کو امارت اسلامیہ کے سیاسی نمائندوں، امریکا، روس، چین اور پاکستان کے نمائندوں کے درمیان پانچ فریقی اجلاس ہوا، جس میں دیگر موضوعات کے ساتھ بلیک لسٹ اور انعامات کی فہرست کی بات سنجیدگی سے پیش کی گئی اور امارت اسلامیہ کے وفد نے قوی استدلال سے اس ضرورت کو ثابت کر دیا کہ ان فہرستوں کا مزید خاتمہ ہونا چاہیے۔

ٹرویکا پلس فورم کے نام سے یاد کیے جانے والے اس اجلاس میں شریک ممالک کے نمائندوں نے بھی مشترکہ اعلامیہ میں کہا کہ اجلاس کے شرکاء ممالک کے نمائندے امارت اسلامیہ کے عہدیداروں کے ناموں کو بلیک لسٹ سے نکالنے کی حمایت کرتے ہیں اور اسے امن اور مفاہمت کی راہ میں مفید اقدام قرار دیتے ہیں۔

باہمی اعتماد کے لیے ضروری ہے کہ امارت اسلامیہ کے اراکین کے نام بلیک لسٹ سے عارضی یا مشروط طور پر نہیں، بلکہ مستقل طور پر خارج کیے جائیں۔ وہ بلیک لسٹیں، جس سے 20 برسوں میں کوئی نفع ثابت نہ ہو سکا، بلکہ اس سے باہمی اعتماد کو نقصان پہنچا اور مذاکراتی عمل کی کامیابی کی راہ میں حائل رکاوٹ کے طور پر باقی ہیں، اس کا خاتمہ ایک اہم ضرورت ہے۔

اقوام متحدہ کی تنظیم اور تمام فریقوں سے امارت اسلامیہ مطالبہ کرتی ہے، اگر آپ کو واقعتاً افغان مسئلے کے حل اور مذاکراتی عمل کی کامیابی سے دلچسپی ہے، تو ان فہرستوں پر مزید اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ امارت اسلامیہ کے سامنے مختلف سفارشات پیش کرنے کی بہ جائے سب سے پہلے اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اسے ادا کر کے ثابت کریں کہ آپ کو واقعتاً افغان مسئلے کے حل اور ہمارے ملک میں امن اور استحکام سے دلچسپی ہے۔

جعلی داعش ایوانِ صدر کا انٹیلی جنس حربہ

2021-05-11

08 مئی کو کابل کے مغربی علاقے میں ایک اسکول کے قریب کار بم حملہ اور بعد میں چند مسلسل دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں پچاس سے زائد معصوم طلبہ شہید اور ایک سو سے زیادہ زخمی ہوئے۔ جائے حادثہ سے نشر ہونیوالی تصاویر اور ویڈیوز کو دیکھنے کے لیے بھی دل گردہ چاہیے۔ یہ وحشت اور ظلم و ستم کی وہ حد ہے جس کی مثالیں بہت ہی کم ملتی ہیں۔ اس طرح کے حملے ماضی میں بھی کابل کے اسی علاقے میں ہمارے ہزارہ ہموطنوں پر ہوئے تھے، جس کی ذمہ داری داعش نے قبول کی تھی۔ اس حملے کی تمام افغانوں نے مذمت کی اور اس کا ذمہ دار داعش کو ٹھہرایا جارہا ہے۔ مگر کابل انتظامیہ کے حکام نے اس المیہ کے اصل مجرموں پر الزامات لگانے یا

اسے مجرم قرار دینے کی بجائے اپنی تمام تر توجہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین پر مرکوز رکھی ہوئی ہے۔

آپ کل سے ایوان صدر کے حکام، ترجمانوں اور اشرف غنی تک تمام اعلی عہدیداروں کے بیانات اور المیہ کے متعلق اظہارات سن رہے ہیں۔ مگر آپ کو کبھی بھی ان کے اعلامیوں اور مذمتی بیانات میں داعش کا لفظ نہیں ملے گا۔ وہ کوشش کررہے ہیں کہ المیہ کے اصل مجرم (داعش) کو برائت دے کر امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو بدنام کریں۔

ایوان صدر کے حکام کے اس رویہ سے ظاہر ہورہا ہے کہ داعش دراصل کابل انتظامیہ کے خفیہ ادارے کا وہ حربہ ہے، جسے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے، تاکہ اپنے مخالفین کی سرکوبی اور بدنامی کے لیے اسے آلہ کے طور پر استعمال کریں۔ ہمیں یاد ہے کہ چند سال قبل اشرف غنی کے خلاف وسیع پیمانے پر عوامی احتجاج اور مظاہرے ہوئے تھے۔ کابل شہر میں بڑی تعداد میں لوگ سڑکوں پر نکل آئے تھے۔ مگر غیر معمولی طور پر مظاہرین پر دھماکے اور جان لیوا حملے ہوئے تھے، جس کی ذمہ داری داعش کے نام سے نامعلوم افراد نے قبول کی۔ اس طرح پراسرار ہلاکتوں کے ذریعے ایوان صدر عوامی مظاہروں کو کچلنے اور خاموش کرنے میں ہمیشہ کامیاب رہا، عوام میں خوف وہراس پھیلانے اور اپنے سیاسی مخالفین کو اس بات کی وضاحت کردی، کہ اگر کسی نے ایوان صدر کے خلاف مظاہرہ کیا، تو وہ مزنگ کے مظاہرین کی طرح ان کا قتل عام کیا جائے گا۔

اس کے بعد حالیہ دنوں میں چند علماء کرام نے امریکی مظالم کے خلاف صدا بلند کی اور بعض سیاسی تجزیہ نگاروں نے ایوان صدر کے حکام پر امن عمل میں غفلت برتنے کا الزام لگایا، جس کے بعد علماء کرام، غیر جانبدار تجزیہ نگاروں اور امن پسند سماجی کارکنوں کا قتل عام شروع ہوا، جس کی ذمہ داری داعش نامی گمنام گروہ نے قبول کی۔ اس طرح ایوان صدر نے اپنے متعدد مخالفین کو جسمانی طور پر ختم، دوسروں کو خاموش یا ملک چھوڑنے پر مجبور کردیا۔

درج بالا تمام شواہد سے ثابت ہورہا ہے کہ داعش نامی پراسرار گروہ کابل انتظامیہ اور خاص طور پر انٹیلی جنس ایجنسی کا آلہ کار ہے۔ اسے ایوان صدر اپنے مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کررہا ہے، اس سے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کروا رہا ہے، تاکہ عوام کے ذہنوں کو مصروف اور امارت اسلامیہ کو بدنام کریں۔ انسانی عقل کا تقاضا یہ ہے کہ کسی حقیقی مزاحمتی تحریک کے مقاصد عورتوں اور بچوں کے بہیمانہ قتل سے وابستہ نہیں ہوتے۔ اس طرح کے تباہ کن مناظر صرف انٹیلی جنس گیم کا حصہ ہو سکتے ہیں اور بس۔

کون جنگ کے تسلسل پر اصرار کر رہا ہے؟

2021-05-20

افغان تنازعہ میں ملوث فریقوں میں سے ایک امارت اسلامیہ افغانستان اور دوسرا بیرونی غاصب اور ان کے کٹھ پتلی ایک دوسرے پر جنگ کے تسلسل اور تنازع کو جاری رکھنے کے الزامات لگا رہے ہیں۔ مگر آیئے حقائق کے آئینے میں دیکھتے ہیں کہ کونسا فریق تنازعہ کے دوام کا اصل عامل ہے، جو اپنی جنگجویانہ حرکات اور بیانات سے کوشش کررہا ہے کہ افغان قوم کے امن واستحکام کی امنگوں کو خاک میں ملادیں۔

اگر بطور مثال پچھلے ہفتے میں دونوں فریقوں کے اقدامات اور اظہارات کا بغور جائزہ لیا جائیں، تو امارت اسلامیہ کے نے عملی اور میڈیا بیانات میں واضح طور پر مسائل کے پرامن حل اور امن وسلامتی کی آرزو تک پہنچنے کے پیغامات جاری کیے اور اس بارے میں اپنے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

عید کی مناسبت سے امارت اسلامیہ کے زعیم عالی قدر امیر المؤمنین حفظہ اللہ کے عفو، برداشت اور افہام وتفہیم کے جذبات سے مالامال پیغام تھا، مخالف فریق کو واضح الفاظ میں بتادیا تھا کہ ہم مسائل کے پرامن حل کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی کے لیے مذاکرات کی خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی ہے۔ عالی قدر امیر المؤمنین کا پیغام صرف کاغذ پر لکھی جانیوالی باتیں نہیں ہوتیں، بلکہ خیر سگالی اور امن وسلامتی کی خاطر مختلف صوبوں میں بڑی تعداد میں مخالف فریق کے قیدیوں کو بھی حراستی مراکز سے رہا کردیا گیا۔ عید الفطر کے ایام میں ملک بھر میں جنگ بندی کا اعلان کیا گیا اور یہاں تک کہ امارت اسلامیہ نے ابلاغی بیانات میں بھی نرم زبان استعمال کی۔

مگر مخالف فریق نے عید کے ایام میں بھی ایک بار پھر جنگی دھمکیوں کو دہرایا اور تنازعہ کے آگ پر تیل چھڑکانے کی کوشش کی۔ اگر آپ ایوان صدر کے ترجمانوں، اشرف غنی کے نائب اول اور قومی سلامتی کے مشیر کے حالیہ بیانات کو پڑھ یا سن لیں، تو تمام طنز، عار، گالی گلوچ اور جنگی دھمکی اور انتباہ سے بھرے ہوئے ہیں۔

عید کے ایام میں امارت اسلامیہ نے مخالف فریق کے متعدد قیدیوں کو رہا کردیا، مخالف فریق نے اس بارے میں نیک خواہشات ظاہر کرنے کی بجائے دوحہ معاہدے

میں طے شدہ بقیہ قیدیوں کی رہائی سے ایک بار پھر انکار کر دیا۔ عید کے ایام میں مجاہدین نے جنگ بندی کی تھی، مگر کابل انتظامیہ کے ماتحت علاقوں میں جنگی واقعات جاری رہے۔ افغان بجلی انتظامیہ نے اعلان کیا کہ حالیہ دنوں میں بجلی کے 15 ٹاورز نامعلوم افراد نے تباہ کر دیے ہیں۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان نے ان حملوں کی مذمت کی اور بعض ذرائع نے کہا کہ یہ حملے اینڈ حسن مافیا کی جانب سے کیے جا رہے ہیں، اس مافیا کا تعلق براہ راست ایوان صدر سے ہے۔

اسی طرح عید کے دوسرے دن جمعہ کے روز کابل کی ایک مسجد میں اس عالم دین پر دھماکہ ہوا، جو امارت اسلامیہ کے موقف کی حمایت کر رہا تھا۔ ان کے ساتھ متعدد نمازی بھی شہید ہوئے، اس واقعہ کی ذمہ داری داعش کے نام سے اس پراسرار گروہ نے قبول کی، جس کا تعلق کابل انتظامیہ کے خفیہ ادارے سے جڑا ہوا ہے۔

درج بالا سوالات کے جوابات صاف طور پر وضاحت کر رہے ہیں کہ درحقیقت ایوان صدر کے حکام اور غاصب جنگ کا تسلسل چاہتے ہیں اور انہوں نے ہمیشہ امارت اسلامیہ کے حسن نیت کے مقابلے میں جنگی ردعمل سے اپنے مذموم نیت کا اظہار کیا ہے۔

امارت اسلامیہ اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق

2021-05-27

کابل انتظامیہ کے سربراہ اشرف غنی نے منگل کے روز اعلان کیا کہ افغانستان میں مذہبی اقلیتوں کے حقوق کی رعایت کی غرض سے قومی کلینڈر میں ایک دن ہندو اور سکھ برادری کے نام کیا جائے گا، اسی طرح علوم اکیڈمی میں مذہبی اقلیتوں کے تحقیقاتی شعبے کا افتتاح کیا جائے گا۔

اشرف غنی مذہبی اقلیت کے متعلق بیان بازی اور نمائشی اقدامات ایسے وقت میں کر رہا ہے کہ افغانستان کی تاریخ میں مذہبی اقلیت کو سب سے زیادہ نقصان اشرف غنی کے دور اقتدار میں پہنچا ہے۔ مذہبی اقلیت کو اسلامی نظام میں اہل الذمہ کے عنوان سے مکمل حقوق حاصل ہیں اور ان کے جان و مال کی حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے، جارحیت سے قبل مذہبی اقلیت کو افغانستان میں امن و سکون کی زندگی میسر تھی۔ مگر جارحیت کے حالیہ 20 سالوں میں نہ صرف ان کی جائیدادیں، دکانیں اور گھر غصب ہوئے، بلکہ انہیں منظم طور پر ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ ایک سروے کے مطابق امارت اسلامیہ کے دور اقتدار کے دوران افغانستان میں 15 ہزار سکھ اور ہندو موجود تھے، اور یہ عدد اپنی حالت پر باقی رہی۔ مگر امریکی جارحیت کے بعد حامد کرزئی کے 13 سالہ دور اقتدار میں سکھ اور ہندی برادری کی اکثریت کو ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا، یہاں تک اشرف غنی کے دور اقتدار تک صرف دو ہزار افراد ملک میں باقی رہ گئے تھے۔ لیکن اشرف غنی کی حکومت میں ان دو ہزار افراد کا منظم قتل عام کیا گیا یا انہیں ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا، حتیٰ کہ اب تک صرف چند درجن سکھ اور ہندو افغانستان میں باقی رہ گئے ہیں۔

درج بالا تعداد سے ثابت ہو رہا ہے کہ استعمار کی جانب سے افغانستان پر مسلط کردہ کرپٹ انتظامیہ نے نہ صرف ہمارے مؤمن عوام پر ظلم ڈھایا ہے، بلکہ افغانستان کے غیر مسلم باشندوں کا بھی اس طرح قلع قمع کیا ہے، جس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

اسلام کے عالی احکام کا پابند رہتے ہوئے امارت اسلامیہ اہل الذمہ کے حقوق کی رعایت کو اپنا دینی فریضہ اور اہم ذمہ داریوں میں سے سمجھتی ہے۔ اسی وجہ سے امارت اسلامیہ کے ماتحت علاقوں میں مذہبی اقلیت سے وابستہ افراد عزت اور سکون کی زندگی گزار رہے ہیں۔

امارت اسلامیہ اس لیے اسلامی نظام کے قیام اور قرآنی قانون کے نفاذ پر اصرار کر رہی ہے کہ اسلامی نظام میں سب کے حقوق کی رعایت کی گئی ہے۔ کوئی بھی کسی کے جان، مال اور وقار پر حملہ آور نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے لیے بھی ایسی پرسکون زندگی کے حالات مہیا کرتا ہے، جس کی دنیا کے کسی اور قانون میں مثال نہیں ملتی۔

کٹھ پتلی انتظامیہ کے بیانات اور نمائشی اقدامات پر ہماری قوم کو دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہیے، بلکہ اس کے عمل کو دیکھنا چاہیے۔ جیسا کہ اقلیتی حقوق کے بارے میں اشرف غنی کی باتوں اور عمل میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ویسا ہی ان کا ہر دعوہ بے بنیاد اور صرف عوام کو دھوکہ دینا ہے۔ افغانستان کی مذہبی اقلیت کو اس کی ضرورت نہیں ہے، کہ قومی کلینڈر میں ایک دن ان کے نام کیا جائے، انہیں اپنے جان کی حفاظت چاہیے ہے، تاکہ انٹیلی جنس ایجنسی کے پراسرار حملوں میں قتل نہ ہوں۔ انہیں اپنے املاک اور عبادت خانوں کی حفاظت کی ضرورت ہے، جنہیں اشرف غنی کے مشیر اور اراکین پارلیمان غصب نہ کریں۔

★★★

افغانستان مئی 2021 میں

تحریر: احمد فارسی

نوٹ: یہ تحریر ان واقعات اور نقصانات پر مشتمل ہے جن کا دشمن نے بھی اعتراف کیا ہے۔ مزید اعداد و شمار دیکھنے کے لئے امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے۔

مئی 2021 میں کٹھ پتلی فوج پر مجاہدین کے حملے ایک بار پھر شدت اختیار کر گئے، اس دوران دشمن کے درجنوں فوجی اڈے اور علاقے مجاہدین کے زیر کنٹرول آگئے، نیز دشمن کے فوجیوں نے بڑی تعداد میں حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کی صف میں شمولیت اختیار کی۔

دوسری طرف دشمن کے جانی نقصانات بھی بڑھ رہے ہیں، علاوہ ازیں دشمن کے زیر قبضہ علاقوں میں بدامنی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ وہاں کے لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، ان تمام واقعات کی رپورٹ اس تحریر میں ملاحظہ فرمائیں۔

افغان فورسز کے جانی اور مالی نقصانات:

گزشتہ ماہ کے دوران شدید جھڑپوں میں دشمن کے سینکڑوں فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے، دوسرے مہینوں کے مقابلے میں ماہ مئی میں دشمن کے زیادہ فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک ہو گئے۔

مثلاً: 2 مئی کو دوستم کے جنبش گروپ کے مشہور کمانڈر پیرم قل اور شمال میں ایک اور سفاک کمانڈر ہلاک ہوئے، 5 مئی کو پکتیکا کے ضلع سروضی کا پولیس سربراہ مارا گیا، 9 مئی کو صوبہ لوگر میں ایک افسر مارا گیا۔ 10 مئی کو قندھار کے ضلع ارغسان میں دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوا جس میں تمام افراد ہلاک ہو گئے۔ 20 مئی کو زابل میں ایک کمانڈر اور 22 مئی کو جوزجان کے ضلع آقچہ میں گیلم جم ملیشیا کا ایک کمانڈر مارا گیا۔

ان واقعات کو صرف بطور مثال پیش کر دیا جب کہ دشمن کو ہونے والے جانی نقصان کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی ہے۔

مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے واقعات:

قابض دشمن کے ذرائع کے اعتراف کے مطابق: ماہ مئی میں افغان فورسز کی بڑی تعداد مجاہدین میں شامل ہو چکی ہے، اس خبر کے بعد 24 مئی کو امارت اسلامیہ نے بھی گزشتہ ماہ کے دوران ملک کے مختلف حصوں میں مجاہدین میں شامل ہونے والے اہل کاروں کی تفصیل جاری کر دی، جس کے مطابق گزشتہ ماہ کے دوران دشمن کے 1100 اہل کار سرنڈر ہو چکے ہیں۔

دوسری طرف یکم مئی کو صوبہ غزنی میں 27 اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالنے کا اعلان کیا، اس کے بعد 25 مئی کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع جلریز میں دشمن کے 150 اہل کار ہتھیاروں سمیت مجاہدین کی صف میں شامل ہو گئے۔ 26 مئی کو قندوز کے ضلع امام صاحب میں 26 اہل کاروں اور اگلے روز مزید 50 فوجیوں نے ہتھیار ڈالنے کا اعلان کیا۔

مذکورہ واقعات کو صرف بطور مثال ذکر کیا گیا ہے۔ ہتھیار ڈالنے والے اہل کاروں کی مکمل تفصیلات امارت اسلامیہ کی ماہانہ رپورٹ میں ملاحظہ کیجئے۔

نہتے شہریوں پر تشدد:

سفاک دشمن نے حسب سابق ماہ مئی کے دوران بھی مظلوم اور نہتے شہریوں پر تشدد کا سلسلہ جاری رکھا، خواتین اور بچوں سمیت متعدد شہریوں کو شہید کر دیا، اس سلسلے میں 6 مئی کو ہلمند کی صوبائی کونسل کے رکن نے اعتراف کیا کہ کابل انتظامیہ کے فضائی حملے میں اس صوبے کے متعدد شہری شہید اور زخمی ہوئے۔ 8 مئی کو صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک میں دشمن کے فضائی حملوں میں کم از کم 33 شہری شہید اور زخمی ہوئے، اسی دن امارت اسلامیہ نے ایک بیان میں اعلان کیا کہ رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے دوران کابل انتظامیہ کی ظالمانہ کارروائیوں کے نتیجے میں خواتین اور بچوں سمیت 205 شہری شہید ہوئے ہیں۔

18 مئی کو کابل انتظامیہ نے صوبہ بغلان میں ایک سویلین ہسپتال کو نشانہ بنایا جس میں ہسپتال کا عملہ اور چند مریض جو زیر علاج تھے، شہید اور زخمی ہوئے، اسی روز فاریاب میں سفاک دشمن نے ایک مسجد اور ہسپتال کو مسمار کر دیا۔

ان واقعات کو یہاں مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے جب کہ شہری ہلاکتوں کی مکمل تفصیلات امارت اسلامیہ کی ماہانہ رپورٹ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

الفتح آپریشن:

جیسا کہ مذکورہ بالا سطور میں بتایا گیا کہ رواں سال کے دوسرے مہینوں کی بنسبت مئی میں مجاہدین کی کاروائیاں تیز ہو گئیں، جس کے نتیجے میں دشمن کو بڑے پیمانے پر جانی اور مالی نقصان پہنچا۔ یہاں چند واقعات بطور مثال پیش کریں گے، ملاحظہ فرمائیں:

یکم مئی کو صوبہ پروان کے بگرام اڈہ میں ایک زوردار دھماکہ ہوا جس میں 25 فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ 4 مئی کو مجاہدین نے صوبہ ہلمند میں متعدد علاقوں پر اپنا کنٹرول حاصل کیا۔ 5 مئی کو مجاہدین نے شدید حملے کے بعد صوبہ بغلان کا ضلع بورکہ فتح کر لیا۔ 20 مئی کو مجاہدین نے صوبہ لغمان کے دولت شاہ اور 21 مئی کو میدان وردگ کا ضلع جلریز بھی فتح کر لیا۔

22 مئی کو مجاہدین نے صوبہ بغلان کے علاقے گنجاوان کے قریب دشمن کا ایک فوجی اڈہ فتح کیا، 27 مئی کو صوبہ بلخ میں مجاہدین کے ساتھ ایک جھڑپ میں 14 کمانڈوز ہلاک ہو گئے۔ اسی روز ننگرہار میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں دشمن کے متعدد اہل کار ہلاک ہوئے۔ 28 مئی کو ہلمند کے ضلع واشیر کو مجاہدین نے مکمل طور پر فتح کر لیا۔ 31 مئی کو مرکزی بغلان پولیس ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین نے بڑا حملہ کیا جس میں دشمن کے درجنوں فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

قابض افواج کا انخلا:

قابض افواج کے انخلا کے سلسلے میں قابض فوجی 2 مئی کو ہلمند میں "انتونک" نامی فوجی اڈے سے چلے گئے۔ 28 مئی کو قابض افواج نے کابل میں ایک اور فوجی اڈہ افغان فوج کے سپرد کر دیا، ایک خبر یہ بھی شائع ہوئی کہ قابض افواج افغانستان میں سب سے بڑا فوجی اڈہ بگرام ائیر پورٹ کو افغان فوج کے حوالے کرنے کی تیاری کر رہی ہیں۔

جمہوریت اور میڈیا کی آزادی کی حقیقت:

پچھلے 20 سالوں سے کابل انتظامیہ جمہوریت اور اظہار رائے کی آزادی کے بارے میں کچھ مضحکہ خیز دعوے کر رہی ہے، جو لوگ آزادی اظہار رائے کا استعمال کرتے ہوئے حقائق منظر عام پر لانے کی کوشش کرتے ہیں، کابل انتظامیہ کی جانب سے انہیں دھمکی دی جاتی ہے، حراست میں لیا جاتا ہے اور حتیٰ کہ انہیں قتل بھی کیا جاتا ہے، اس سلسلے میں 5 مئی کو این ڈی ایس نے برملا یہ اعلان کیا کہ جو سیاسی رہنما اور میڈیا حکومت کے مخالفین کے حق میں کچھ کہیں گے، ان کے ساتھ دہشت گردوں جیسا سلوک کیا جائے گا۔

☼☼☼☼

جنگی جرائم (مئی 2021) میں

تحریر: سید سعید

یکم مئی کو صوبہ ہرات کے ضلع رباط سنگی کے علاقے چہیل دختر میں سرکاری طیاروں کی بمباری میں ایک شہری شہید ہوگیا۔

یکم مئی کو صوبہ بدخشاں کے ضلع بہارک کے اسلام آباد گاؤں میں پولیس اہل کاروں نے ایک شہری کو شہید کیا۔

2 مئی کو صوبہ دایکندی کے ضلع گیزاب کے علاقے پاتو میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں چار شہری شہید اور زخمی ہوگئے۔

2 مئی کو صوبہ لغمان کے ضلع علینگار کے گرگڑ گاؤں میں سیکورٹی فورسز نے بھاری ہتھیاروں سے مقامی آبادی کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں ایک گھر میں ایک بچہ شہید ہوگیا۔

2 مئی کو صوبہ بلخ کے ضلع زارع کے مضافات میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں پانچ شہری شہید اور زخمی ہوئے۔

3 مئی کو صوبہ پکتیا کے ضلع سید کرم کے نواح میں مارکیٹ چیک پوسٹ کے فوجیوں نے شفیق نامی ڈرائیور کو شہید کر دیا، اس واقعہ سے چند روز قبل بھی اسی چیک پوسٹ کے اہل کاروں نے ایک ڈرائیور کو انہیں پیسے نہ دینے پر شہید کر دیا تھا۔

4 مئی کو سرکاری فوج نے صوبہ بغلان کے وسطی ضلع بغلان کے علاقے ابو محمد ہائی اسکول میں جمع شہریوں پر بمباری کی جس میں دو شہری شہید ہوگئے۔

5 مئی کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع چک کے علاقے امبو خاک میں سیکورٹی فورسز نے ایک شہری کو شہید کیا۔

5 مئی کو صوبہ ہرات کے ضلع پشتون زرغون کے مرکز کے قریب سیکورٹی فورسز کے ہاتھوں ایک شہری شہید اور ایک اور زخمی ہوگیا۔

5 مئی کو صوبہ غزنی کے ضلع خوگیانی کے گاؤں خاشا میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں ایک بچہ شہید ہوگیا۔

6 مئی کو صوبہ غزنی کے ضلع جغتو کے علاقے مہمند کوتل میں سرکاری فوج نے انخلا شدہ چیک پوسٹ میں لوگوں پر بمباری کی جس میں تین شہری شہید ہوگئے۔

6 مئی کو سیکورٹی فورسز نے صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ کے قریبی علاقے باباجی قبرستان پر چھاپہ مارا، لوگوں کو گھروں سے نکالا، ان کو تشدد کا نشانہ بنایا اور آخر کار اس علاقے پر بمباری کی جس کی وجہ سے متعدد دکانیں اور گاڑیاں تباہ اور 9 عام شہری زخمی ہوگئے۔

6 مئی کو سیکورٹی فورسز نے صوبہ ہلمند کے ضلع ناوا کے علاقے نظر چیک پوسٹ میں ایک مکان پر بمباری کی جس میں خواتین اور بچوں سمیت 3 شہری شہید اور 4 زخمی ہوگئے۔

7 مئی کو صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین کے علاقے پانکیلہ میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک شہری شہید ہوا۔

8 مئی کو صوبہ روزگان کے دارالحکومت ترین کوٹ کے علاقے پای نادہ کے گاؤں خانان میں سیکورٹی فورسز نے ایک کسان کو اپنے کھیت میں شہید کر دیا۔

8 مئی کو صوبہ سرپل کے دارالحکومت کے قریب بغاوی علاقے میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں پانچ شہری زخمی ہوگئے۔

8 مئی کو صوبہ ہرات کے ضلع فارسی کے علاقے درزو میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں تین شہری شہید اور زخمی ہوئے جب کہ گاؤں کی مسجد کو نقصان پہنچا۔

8 مئی کو صوبہ لغمان کے ضلع علینگار کے علاقے منگو سیما کے میں سرکاری فوج کی بمباری میں دو بچے شہید ہوگئے۔

9 مئی کو صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے علاقے ینگی تاشقول میں سیکورٹی فورسز نے ایک 7 سالہ بچی کو شہید کردیا۔

9 مئی کو سرکاری فوج نے صوبہ جوزجان کے ضلع منگجیک کے علاقے ہارون اول میں ایک مسجد پر فضائی حملہ کیا جس میں مسجد کو نقصان پہنچا لیکن کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی ہے۔

9 مئی کو لوگر کے دارالحکومت کے قریب پات خواب شان کے علاقے میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک بچہ شہید ہوگیا۔

10 مئی کو صوبہ ہرات کے ضلع پشتون زرغون کے علاقے رباط منزل میں سیکورٹی فورسز کی گولہ باری کے نتیجے میں ایک خاتون اور ایک بچہ شہید ہوگیا۔

10 مئی کو صوبہ لغمان کے ضلع دولت شاہ کے علاقے کنداکوری میں سیکورٹی فورسز نے ایک گاڑی پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ڈرائیور اور ایک بچہ شہید اور دو زخمی ہوگئے۔

10 مئی کو صوبہ خوست کے ضلع صبری کے علاقے خلبسات بازار میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے چار شہری شہید اور زخمی ہوگئے۔

11 مئی کو صوبہ جوزجان کے ضلع قوش تپہ کے گاؤں جر قدوق میں سیکورٹی فورسز نے خلیفہ گل محمد نامی شہری کو شہید کردیا۔

12 مئی کو صوبہ غزنی کے ضلع دہیک کے علاقے قندر میں افغان فوج کے ڈرون حملے میں ایک بوڑھا شخص شہید ہوگیا۔

13 مئی کو سیکورٹی فورسز نے صوبہ فراہ کے دارالحکومت کے قریب دیہک کے علاقے قلعہ نو میں لوگوں کو زبردستی اپنے گاؤں سے نکالا، بعد ازاں اس گاؤں کو بلڈوزر کے ذریعے مکمل طور پر مسمار اور باغات کو تباہ کردیا، اس گاؤں میں پچاس سے زیادہ گھر آباد تھے، جس سے مقامی لوگوں کو کروڑوں افغانی کا نقصان ہوا ہے۔

16 مئی کو صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک کے علاقے چہار راہی میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے دو بچے شہید اور چار زخمی ہوگئے۔

16 مئی کو صوبہ ہلمند کے دارالحکومت لشکر گاہ کے قریب حوزہ لیوا کے علاقے میں سرکاری طیارے کی بمباری میں دو بچے شہید اور دو خواتین اور ایک شخص زخمی ہوگئے۔

16 مئی کو صوبہ کنڑ کے ضلع غازی آباد کے گاؤں چوکی میں سرکاری فوجیوں کی گولہ باری سے ایک مسجد شہید ہوگئی۔

17 مئی کو صوبہ فاریاب کے ضلع خواجہ موسیٰ کے قریب سرکاری طیاروں کی بمباری سے دو بچے شہید اور ایک بچی زخمی ہوگئی، اس بمباری میں لوگوں کے مکانات، مساجد اور کلینک کو بھی نقصان پہنچا۔

17 مئی کو سرکاری فوج نے صوبہ پکتیا کے ضلع سرحوضہ کے گاؤں سرحوضی پر مارٹر فائر کیا، جس کے نتیجے میں تین بچے شہید اور زخمی ہوگئے۔

18 مئی کو سرکاری طیاروں نے صوبہ بغلان کے ضلع وسطی بغلان کے علاقے شہر کوہنہ بازار کے جنرل اسپتال پر بمباری کی جس میں اسپتال تباہ ہوگیا اور نامعلوم تعداد میں مریض شہید اور زخمی ہوئے۔

18 مئی کو صوبہ ہلمند کے دارالحکومت لشکر گاہ کے علاقے حوزہ قبرستان میں سرکاری طیاروں کے فضائی حملے میں دو شہری شہید اور ایک خاتون اور دو بچے زخمی ہوگئے۔

18 مئی کو صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ کے قریب بولان قلعہ کے علاقے میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں ایک عورت سمیت دو افراد شہید ہوگئے۔

19مئی کو صوبہ خوست کے ضلع صبری کے گاؤں یعقوبی میں سیکورٹی فورسز نے چھاپے کے دوران دو بھائیوں (میرولی اور طاویل) جو متحدہ عرب امارات میں طویل وقت گزارنے کے بعد اپنے گھر آئے تھے، کو شہید کر دیا۔

20مئی کو صوبہ بغلان کے ضلع نہرین کے علاقے کہدادی کے گاؤں نوآباد میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں ایک دکان تباہ اور ایک دکاندار شہید ہو گیا۔

20مئی کو صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے علاقے ڈنڈ غوری میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک خاتون شہید اور پانچ بچوں سمیت ایک خاتون زخمی ہو گئی۔

21مئی کو صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ کے قریب بولان درہ کے علاقے میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے 3شہری شہید ہو گئے۔

21مئی کو صوبہ سرپل کے صدر مقام نوآباد کے علاقے خواجہ جیغ میں افغان فضائیہ کی بمباری میں ایک مسجد شہید ہو گئی۔

21مئی کو صوبہ بغلان کے ضلع نہرین کے اراکش ٹرانسپورٹ، تاواشاخ کوتل، خواجہ احمد اور دہلو کے علاقوں میں حکومت کے فضائی حملوں میں 5 شہری شہید اور 3 دیگر زخمی ہو گئے جب کہ لوگوں کو بڑے پیمانے پر مالی نقصان بھی پہنچا۔

22مئی کو صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ کے قریب بولان وطن کے علاقے میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں دو شہری شہید اور تین خواتین زخمی ہو گئیں۔

22مئی کو صوبہ لغمان کے ضلع علینگار کے علاقے منجان میں سرکاری طیاروں کی بمباری میں دو بچے شہید ہو گئے۔

22مئی کو جوزجان کے صوبائی دارالحکومت کے قریب دشت بینگر میں افغان فضائیہ کے حملے میں زین الدین نامی شخص شہید ہو گیا۔

23مئی کو سرکاری فوج نے صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے گاؤں جونیو احمد زئی پر بمباری کی جس سے دو خواتین سمیت تین افراد شہید جب کہ تین افراد زخمی ہوئے، نیز ایک مسجد اور متعدد مکانات کو بھی نقصان پہنچا۔

24مئی کو صوبہ ہرات کے ضلع پشتون زرغون کے علاقے دوغ آباد میں افغان فضائیہ نے چلتی گاڑی کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں ایک شخص شہید اور متعدد زخمی ہو گئے۔

26مئی کو صوبہ بدخشاں کے ضلع یفتل کے مختلف علاقوں میں حکومت کے فضائی اور بھاری ہتھیاروں کے حملوں میں ایک مدرسہ، چار مساجد اور بہت سے مکانات کو نقصان پہنچا۔

26مئی کو صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے بازار کے آس پاس میں سرکاری فوج کے مارٹر حملے میں پانچ شہری شہید اور تین دیگر زخمی ہو گئے۔

26مئی کو سیکورٹی فورسز نے صوبہ لغمان کے مہترلام، علیشنگ اور علینگار اضلاع میں رہائشی علاقوں پر فضائی اور بھاری ہتھیاروں سے حملے کئے، اطلاعات کے مطابق علیشنگ کے علاقے جمشیر آباد میں ایک مکان میں ایک خاتون اور ایک بچہ شہید جب کہ دو بچے زخمی ہو گئے۔ نیز ضلع علینگار کے علاقے کنڈی میں فضائی حملے میں ایک خاندان کے دو افراد شہید ہو گئے، ایک خاتون اور دو بچے زخمی ہو گئے۔ گلبیلہ کے علاقے میں ہوائی حملے میں چھ شہری زخمی ہوئے۔

26مئی کو صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب کے علاقے قبرغہ میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک شخص شہید اور دو شہری زخمی ہو گئے۔

26مئی کو افغان فضائیہ نے صوبہ بلخ کے ضلع شولگر کے علاقے قلعہ بودانہ میں بمباری کی جس سے ایک مسجد کو نقصان پہنچا۔

26مئی کو صوبہ ہرات کے ضلع اوبہ میں سرکاری فضائیہ نے کلینک پر بمباری کی، جس سے کلینک کا ایک حصہ تباہ ہو گیا لیکن کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی ہے۔

27مئی کو صوبہ کابل کے ضلع قرباغ کے گاؤں پیتاو میں سیکورٹی فورسز نے ایک شہری کو شہید کیا۔

27مئی کو صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار کے علاقے باغ ذخیرہ میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں ایک خاتون شہید ہو گئی اور لوگوں کو مالی نقصان پہنچا۔

27 مئی کو صوبہ سرپل ضلع صیاد کے علاقے الملک میں سرکاری فوج کی بمباری میں 7 شہری شہید اور تین دیگر زخمی ہو گئے۔

27 مئی کو صوبہ غزنی کے ضلع دہیک کے گاؤں تاسن میں سیکورٹی فورسز نے ایک معمر عالم دین (مولوی فضل ربی صاحب) کو شہید کر دیا۔

27 مئی کو صوبہ ننگرہار کے ضلع اسپین غر کے علاقے مامند پاچایان میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں چار بچے زخمی اور شہید ہو گئے۔

27 مئی کو صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ کے علاقے کوہک میں افغان فضائیہ کے حملے میں 5 بچے زخمی ہو گئے۔

28 مئی کو صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ کے علاقے میل درہ میں سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک خاتون شہید اور دو دیگر زخمی ہو گئیں۔

28 مئی کو صوبہ بلمند ضلع نادعلی کے علاقے چاہ انجیر میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں چار شہری زخمی اور ایک بچہ شہید ہو گیا۔

28 مئی کو صوبہ بادغیس کے ضلع ابکمری کے گاؤں پدہ میں سیکورٹی فورسز کے ہاتھوں دو شہری شہید ہو گئے۔

28 مئی کو صوبہ لغمان کے دارالحکومت مہترلام کے نواحی علاقے پہلوان بابا میں سرکاری طیاروں نے مقامی آبادی پر بمباری کی جس میں آٹھ خواتین اور بچے شہید اور زخمی ہوئے۔

29 مئی کو صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب کے علاقے قلعہ ولی میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں ایک خاندان کے 6 افراد زخمی ہوئے۔

29 مئی کو صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب کے گاؤں انار جوی میں سیکورٹی فورسز نے شادی کی تقریب پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں 7 شہری شہید اور تین دیگر زخمی ہو گئے۔

29 مئی کو صوبہ ہرات کے ضلع کسان کے علاقے قدوس آباد میں سیکورٹی فورسز نے عام شہریوں پر فائرنگ کر دی جس میں 3 شہری شہید اور 6 زخمی ہو گئے۔

29 مئی کو سرکاری طیاروں نے صوبہ سرپل ضلع سید آباد کے نواح میں شہری آبادی پر بمباری کی جس میں ایک مسجد اور 8 مکانات کو نقصان پہنچا، 10 شہری شہید اور زخمی ہوئے۔

30 مئی کو صوبہ قندوز کے دارالحکومت کے نواحی علاقے قوش تپا میں سیکورٹی فورسز کے چھاپے کے دوران دو عام شہری شہید اور دو دیگر زخمی ہو گئے۔

30 مئی کو صوبہ فراہ کے دارالحکومت کے نواحی علاقے شمال گاہ میں سرکاری فوج کے مارٹر حملے میں ایک بچہ شہید اور ایک بچہ زخمی ہو گیا۔

31 مئی کو صوبہ ننگرہار کے ضلع اچین کے علاقے وادی پیشی میں سیکورٹی فورسز کے مارٹر حملے میں 6 شہری زخمی ہوئے جب کہ 12 دکانیں جل گئیں۔

31 مئی کو صوبہ جوزجان کے ضلع فیض آباد کے علاقے کو کلداش میں اربکی ملیشیا نے 3 خواتین اور تین بچوں کو شہید کر دیا۔

ذرائع: [بی بی سی ریڈیو، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک اور پژواک نیوز ایجنسی، افغان ویب سائٹ، لراوبر، نن ڈاٹ ایشیا اور بینوا ویب سائٹس]

***

مئی 2021 کے مہینے میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے ہلاکتیں	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
1-	قندھار	120				104	58	43	1	4	
2-	ہلمند	160				322	373	72	26	56	
3-	زابل	56				94	3	15	0	3	
4-	روزگان	25				76	4	19	1	4	
5-	ہرات	75				188	88	64	7	6	
6-	فراہ	24				47	19	9	2	7	
7-	بادغیس	28				26	20	1	1	0	
8-	نیمروز	22				20	10	5	0	3	
9-	غور	19				15	14	3	0	0	
10-	فاریاب	15				30	23	4	0	3	
11-	کونڑ	16				5	18	0	0	0	
12-	نورستان	15				5	12	1	0	0	
13-	غزنی	70				111	34	22	0	0	
14-	خوست	37				49	19	7	0	0	
15-	میدان وردگ	61				58	17	7	0	0	
16-	لوگر	135				260	82	19	0	0	
17-	کاپیسا	19				26	22	4	0	0	
18-	پکتیا	105				114	71	21	0	0	
19-	پکتیکا	38				47	9	3	0	0	
20-	ننگرہار	91				238	90	34	0	0	
21-	لغمان	73				41	52	27	0	0	
22-	کابل	30				22	18	3	0	0	
23-	پروان	12				9	18	6	0	0	
24-	قندوز	46				120	86	6	0	0	
25-	بغلان	40				74	23	19	0	0	
26-	تخار	20				46	28	6	0	0	
27-	سمنگان	6				14	10	0	0	0	
28-	بدخشان	23				48	53	2	0	0	
29-	جوزجان	22				84	43	9	0	0	
30-	بلخ	60				134	78	20	0	0	
31-	بامیان										
32-	سرپل	9				10	7	1	0	0	
33-	دائی کنڈی	2				4	0	0	0	0	
34-	پنجشیر										
مجموعہ		1474				2441	1402	452	38	86	

فرمان امیر المؤمنین

شیخ الحدیث ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ

قابل قدر ہم وطنو!

آزادی کے حصول کے بعد ہمارے ملک کو سب سے پہلے تعمیر نو اور معاشی و سیاسی مضبوطی کی شدید ضرورت ہوگی۔ آیئے ہم سب اپنے ملک کی تعمیر نو اور ترقی میں پورے خلوص سے حصہ لیں۔ تاکہ شرعی نظام کے سائے میں ایک ترقی یافتہ رفاہی ریاست قائم کر سکیں۔ اس کی تعمیر و ترقی کے لیے اپنے ذاتی مفادات اور عہدوں کی لالچ سے بالاتر ہو جائیں۔ اسلامی اقدار اور قومی منافع کو اپنا معیار بنائیں۔ عفو، درگذر اور ایک دوسرے پر رحم کے جذبے سے ایک مضبوط اور متحد قوم بن کر رہیں۔

ہم اپنی قوم کو اطمینان دلاتے ہیں کہ جارحیت کے خاتمے کے بعد ایک ایسا ''افغان شمول'' نظام قائم ہوگا جس میں تمام طبقات اور اکائیوں کو اپنی اہلیت اور استعداد کے مطابق حصہ ملے گا۔ کسی کا جائز حق تلف نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine